بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْجِنَايَاتِ
جرائم کے مسائل

۱۔ بَابٌ فِي الْقَوَدِ وَ الْقِصَاصِ قصاص کا بیان

۱۱۶۱: عَنْ اِبْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ "لَا يَحِلُّ دَمُ اِمْرِءٍ مُسْلِمٍ; يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اَللَّهُ ,وَأَنِّي رَسُولُ اَللَّهِ, إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ اَلثَّيِّبُ اَلزَّانِي ,وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ ,وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ; اَلْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

البخاری، کتاب الدیات ، باب فی قول الله تعالیٰ ﴿ان النفس بالنفس﴾: ۶۸۷۸، مسلم: ۱۶۷۶، ابوداود: ۴۳۵۲، الترمذی: ۱۴۳۵، النسائی: ۷/۹۰، ۹۱، ابن ماجة: ۲۵۳۴، احمد: ۳۸۲/۱، ۱۸۱/۶، الدارقطنی: ۸۲/۳، ۸۳، البیهقی: ۱۹۴/۸، ۱۹۵، ابن حبان: ۴۴۰۷، ۵۹۷۷، الطیالسی: ۲۸۹

۱۱۶۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"اس مسلمان کا خون حلال نہیں جو شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، ہاں تین قسم کے مجرموں کا خون حلال ہے، شادی شدہ بدکار، جان کے بدلہ میں جان، دین اسلام کو ترک کر کے مسلم جماعت سے الگ ہونے والا۔" (بخاری و مسلم)

لغوی تحقیق: الجنایا: یہ جنایة کی جمع ہے اور جنایا جنی یجنی سے مصدر ہے۔ اس کے اصلی معنی پھل چننے کے ہیں، مجازی معنی کسی کے مال و جان اور اسکی عزت پامال کرنے کے ہیں۔ فقہی اصطلاح میں کسی کو ایسا جانی یا مالی نقصان پہنچانا جو قصاص کا متقاضی ہو۔ مسلم: یہ امرء کی صفت مقید ہے۔ بـا حـدی ثـلاث: تین جرائم میں سے کم از کم کسی ایک جرم کا ارتکاب کرلے۔ ثیب: یہ کنوارے/کنواری کی ضد ہے، اس کا اطلاق حضرات وخواتین دونوں پر ہوتا ہے۔ اس کا عین کلمہ بظاہر "ی" ہے، جبکہ اصل میں "واؤ" ہے۔ کیونکہ یہ ثاب یثوب سے ماخوذ ہے۔

فقہی احکام: (۱) مسلمان کی عزت و آبرو اور مال و جان دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (۲) شادی شدہ زانی جوڑے کو رجم کیا جائے گا۔ (۳) جو کسی مسلمان کو ناحق قتل کردے اور مقتول کے ورثا معاف کرنے یا دیت لینے کیلئے راضی نہ ہوں تو اسے قتل کیا جائے گا۔ (۴) مرتد کی سزا قتل ہے۔

۱۱۶۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ رَسُولِ اَللَّهِ ﷺ " لَا يَحِلُّ قَتْلُ مُسْلِمٍ إِلَّا فِي إِحْدَى ثَلَاثِ خِصَالٍ زَانٍ مُحْصَنٌ فَيُرْجَمُ , وَرَجُلٌ يَقْتُلُ مُسْلِمًا مُتَعَمِّدًا فَيُقْتَلُ ,وَرَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ اَلْإِسْلَامِ فَيُحَارِبُ اَللَّهَ وَرَسُولَهُ ,فَيُقْتَلُ ,أَوْ يُصْلَبُ ,أَوْ يُنْفَى مِنْ اَلْأَرْضِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ,وَالنَّسَائِيُّ ,وَصَحَّحَهُ اَلْحَاكِمُ.

ابوداود، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد: ۴۳۵۳، النسائی: ۲۳/۸، احمد: ۲۱۴/۶، الحاکم: ۳۶۷/۴، المعجم الاوسط: ۳۷۷۲، الدارقطنی: ۸۲/۳، ۸۳، ابن حبان: ۴۴۲۵، ۴۴۳۱، الطیالسی: ۵۴۰، ابن ابی شیبة: ۱۸۰/۱۰، مسلم: ۱۶۹۰، البیهقی: ۲۱۱/۸، عبدالرزاق: ۱۳۳۶۳

۱۱۶۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ماسوا تین جرائم کے کسی اور جرم میں مسلمانوں کو قتل کرنا درست نہیں، شادی شدہ زانی کو سنگسار کیا جائے گا، جس نے کسی مسلمان کو عمداً قتل کیا اسے قتل کیا جائے گا، ایسا شخص جو مرتد ہو کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف لڑائی کا آغاز کر دے اسے تختہ دار پر لٹکایا جائے گا یا پھر اسے جلاوطن کر دیا جائے گا۔" (اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔)

لغوی تحقیق: الخصال: یہ خصلة کی جمع ہے، یعنی انسانی عادات وخصائل، یہ اچھے بھی ہو سکتے ہیں اور برے بھی، اگر اچھے ہوں تو انہیں اوصاف حمیدہ کہا جاتا ہے اور اگر برے ہوں تو انہیں خصائل رذیلہ کہا جاتا ہے۔ محصن: شرعی اصطلاح میں کسی مرد کا کسی عورت سے نکاح صحیحہ کرنا۔ فیرجم: فعل مجہول ہونے کی وجہ سے علامت مضارع مضموم، جیم مفتوح، یعنی پتھر مار مار کر جان سے مار دیا جائے۔ یصلب: فعل مجہول ہونے کی وجہ سے علامت مضارع مضموم، لام مفتوح، یعنی تختہ دار پر لٹکا دیا جائے۔ ینفی: جلاوطن کر دیا جائے۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث تین طرق سے مروی ہے، ایک طریق سے مروی روایت امام احمد، امام مسلم اور امام دارقطنی نے نقل کی ہے، امام دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع اور موقوف ہر دو طرح بیان کی ہے، دوسرے طریق سے مروی روایت امام احمد، امام نسائی، امام ابن ابی شیبہ اور امام الطیالسی نے بیان کی ہے، تیسرے طریق سے مروی روایت کو امام ابوداؤد، امام نسائی اور امام حاکم نے نقل کیا ہے، اس طریق کو امام حاکم نے شیخین کی شرط کے موافق قرار دیا ہے، اور امام ذہبی نے اس پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ یہ حدیث حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ شادی شدہ زانی جوڑے کو پہلے سو کوڑے مارے جائیں پھر سنگسار کیا جائے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سورۃ احزاب، سورۃ بقرۃ جتنی طویل تھی اور اس میں یہ آیت بھی تھی کہ شادی شدہ جوڑا جب زنا کرے تو اسے رجم کر دیا جائے۔ رجم کا حکم توراۃ اور انجیل میں بھی تھا۔

۱۱۶۳: وَعَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ "أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ اَلنَّاسِ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ فِي اَلدِّمَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

البخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿ومن یقتل مؤمنا......﴾: ۶۸۶۴، مسلم: ۱۶۷۸، الترمذی: ۱۴۲۹، النسائی: ۷/۸۳، ابن ماجة: ۲۶۱۵-۲۶۱۷، احمد: ۱/۴۴۰، البیہقی: ۸/۲۱، ابن حبان: ۷۳۴۴، المعجم الاوسط: ۶۲، ۱۸۸۰، ۳۷۹۴، ۸۲۰۸، ۲۶۰۸

۱۱۶۳: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے روز سب سے پہلے خون کے مقدمات کا فیصلہ کیا جائے گا۔" (بخاری ومسلم)

تشریح: یہ حدیث اس حدیث کے بظاہر معارض ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا، لیکن درحقیقت ان میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ جمع کی صورت موجود ہے یعنی حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا اور حقوق العباد میں سب سے پہلے قتل کا حساب لیا جائے گا۔

علامہ ابن دقیق العید فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خون ناحق کی بہت اہمیت ہے تبھی تو وہ سب سے پہلے اس قضیہ کا فیصلہ کرے گا۔

۱۱۶۴: وَعَنْ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ ,وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ " رَوَاهُ أَحْمَدُ , وَالْأَرْبَعَةُ ,وَحَسَّنَهُ اَلتِّرْمِذِيُّ ,وَهُوَ مِنْ رِوَايَةِ اَلْحَسَنِ اَلْبَصْرِيِّ عَنْ سَمُرَةَ ,وَقَدْ اُخْتُلِفَ فِي سَمَاعِهِ مِنْهُ وَفِي رِوَايَةٍ لِأَبِي دَاوُدَ ,وَالنَّسَائِيِّ " وَمَنْ خَصَى عَبْدَهُ خَصَيْنَاهُ " وَصَحَّحَ اَلْحَاكِمُ هَذِهِ اَلزِّيَادَةَ.

ابو داود، کتاب الدیات، باب من قتل عبده او مثل به ایقاد منه: ۴۵۱۵ ، ۴۵۱۶، الترمذی: ۱۴۴۷، النسائی: ۲۰/۸ ، ۲۱، ابن ماجة: ۲۶۶۳، احمد: ۱۰/۵ ، ۱۲، الدارمی: ۲۳۵۸، الحاکم: ۳۶۷/۴۔۳۶۸

۱۱۶۴: حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنا غلام قتل کیا، ہم اسے قتل کر دیں گے، جس نے اپنے غلام کی ناک اور اس کا کان قطع کیا، ہم اس کی ناک اور کان قطع کر دیں گے۔" (اسے احمد اور چاروں نے بیان کیا ہے، اور امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے، اور یہ روایت حضرت حسن بصری کے طریق سے حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ان کے حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ سے سماع کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے) ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں "جس نے اپنا غلام خصی کر دیا، ہم اسے خصی کر دیں گے۔" (امام حاکم نے ان زائد الفاظ کی بھی تصحیح کی ہے۔)

لغوی تحقیق: جـــدع: ناک، کان یا ہونٹ کاٹنے کو جدع کہتے ہیں، لیکن اس کا عمومی اطلاق ناک کٹے پر ہوتا ہے، جبکہ دیگر کیلئے تب ہوگا جب جدع کے بعد کان یا ہونٹ کا ذکر ہوگا۔

تشریح: حضرت حسن بصری نے حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے احادیث کی سماعت کی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اہل علم کے تین اقوال ہیں۔ (۱) امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ موصوف نے حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا۔ (۲) ایک گروہ کا کہنا ہے کہ صرف حدیث عقیقہ سنی ہے۔ (۳) امام علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ سے احادیث سنی ہیں۔ تاہم راجح قول یہی ہے کہ یہ حدیث عدم سماع کی وجہ سے منقطع ہے۔

۱۱۶۵: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ اَلْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اَللَّهِ ﷺ يَقُولُ "لا يُقَادُ اَلْوَالِدُ بِالْوَلَدِ" رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَالتِّرْمِذِيُّ, وَابْنُ مَاجَهْ ,وَصَحَّحَهُ اِبْنُ اَلْجَارُودِ وَالْبَيْهَقِيُّ ,وَقَالَ اَلتِّرْمِذِيُّ إِنَّهُ مُضْطَرِبٌ.

الترمذی، ابواب الدیات، باب ماجاء فی الرجل یقتل ابنه ......: ۱۴۳۳، ابن ماجة: ۲۶۶۲، احمد: ۱۶/۱ ، ۴۹، ابن الجارود: ۷۸۸، الدارقطنی: ۱۴۰/۳، البیهقی: ۳۸/۸، ابن عدی: ۵۸/۵، الاحکام الوسطی: ۲۶/۷، ۲۷، بیان الوهم والایهام: ۵۶۴/۳، ۵۶۵، المعرفة: ۱۶۱/۶

۱۱۶۵: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "باپ سے بیٹے کا قصاص نہیں لیا جائے گا۔" (اسے احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، ابن جارود اور بیہقی نے صحیح کہا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ روایت مضطرب ہے۔)

لغوی تحقیق: یـقاد: مجہول ہونے کی وجہ سے علامت مضارع مضموم ہے، اس کے لغوی معنی قصاص لینے کے ہیں، یعنی مقتول کے بدل میں قاتل کو قتل کر دیا جائے۔

تشریح: یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متعدد طرق سے منقول ہے لیکن ہر طریق کسی نہ کسی علت کی وجہ سے معلول ہے۔ تاہم حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت سراقہ رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث اس کی شاہد ہیں۔ حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت عبداللہ بن لھیعہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت اسماعیل بن مسلم کی وجہ سے ضعیف ہیں۔ بنابریں حافظ عبدالحق فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کی بابت جتنی بھی روایات مروی ہیں وہ سب معلول ہیں۔ علامہ البانی فرماتے ہیں کہ یہ روایت تعدد طرق کی وجہ سے صحیح ہے۔ علامہ ابن قطان فرماتے ہیں کہ روایت عمر رضی اللہ عنہ، حجاج بن ارطاۃ کی وجہ سے، روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ، اسماعیل بن مسلم اور روایت سراقہ رضی اللہ عنہ اسماعیل بن عیاش کی وجہ سے ضعیف ہے۔ واضح رہے کہ اسماعیل بن عیاش غیر شامی علما سے روایت کرنے میں ضعیف ہیں اور یہ روایت مثنیٰ بن صباح سے نقل کرتے ہیں اور وہ غیر شامی ہیں۔ امام بیہقی

نے المعرفة میں اسے صحیح الاسناد کہا ہے۔

۱۱۶۶: وَعَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ رضی اللہ عنہ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِنَ الْوَحْيِ غَيْرَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ لَا وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ, إِلَّا فَهْمٌ يُعْطِيهِ اللَّهُ رَجُلًا فِي الْقُرْآنِ, وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ، قُلْتُ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ الْعَقْلُ, وَفِكَاكُ الْأَسِيرِ, وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

البخاری، کتاب الجهاد، باب فكاك الاسير فيه عن ابی موسیٰ عن النبی ﷺ : ۳۰۴۷، الترمذی: ۱۴۴۵،النسائی: ۲۳/۸، ۲۴،احمد: ۷۹/۱، الدارمی: ۲۳۵۶، ابن الجارود: ۷۹۴، البیهقی: ۲۸/۸، المعجم الاوسط: ۲۱۸۱ ، ۲۵۷۶

۱۱۶۶: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا، کیا آپ کے پاس قرآن حکیم کے علاوہ وحی کا کچھ اور حصہ بھی ہے؟ انہوں نے فرمایا، نہیں، اس ذات کی قسم جس نے اناج اگایا اور ذی روح کو پیدا کیا، ماسوا اس فہم وفراست کے جو اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو قرآن کے بارے میں عطا فرمائی ہے، اور جو کچھ اس صحیفہ میں مکتوب ہے۔ میں نے عرض کیا، اس صحیفہ میں کیا کچھ تحریر ہے؟ انہوں نے فرمایا، دیت کے احکام ، قیدی کو آزاد کرنے کا حکم اور یہ بات کہ مسلمان کو کافر کے بدلہ میں مت قتل کیا جائے۔ (بخاری)

لغوی تحقیق: فلق: اس نے پھاڑا۔ **الحب**: دانہ۔ **برأ**: اس نے پیدا فرمایا۔ **النسمة**: تمام ذی روح چیزیں۔ **فهم**: قوت استنباط یعنی الفاظ کو خوب صورت معانی کے زیور سے آراستہ کرنے کا ملکہ۔ **العقل**: عین مفتوح اور قاف ساکن، یعنی دیت۔ **فکاک الاسیر**: فاء کو مکسور اور مفتوح ہر دو طرح پڑھنا درست ہے یعنی آزادی دلانا۔ **الاسیر**: فعیل بمعنی مفعول ہے۔ گرفتار کیا گیا شخص ، یعنی قیدی۔

تشریح: اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھی وہی قرآن تھا جو دیگر صحابہ کے پاس تھا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ کے رسول ﷺ نے کوئی الگ سے وصیت نامہ تحریر نہیں کروایا تھا۔

فقہی احکام: مسلمان کو کافر کے قصاص میں سزا موت نہیں دی جاسکتی۔

۱۱۶۷: وَأَخْرَجَهُ أَحْمَدُ, وَأَبُو دَاوُدَ, وَالنَّسَائِيُّ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَقَالَ فِيهِ، الْمُؤْمِنُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ, وَيَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ, وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ, وَلَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ, وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ. وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ.

ابوداود، کتاب الدیات، باب ایقاد المسلم بالکافر: ۴۵۳۰، النسائی: ۱۹/۸ ، ۲۰، احمد: ۱۱۹/۱ ، ۱۲۰، الحاکم: ۱۴۱/۲

۱۱۶۷: امام احمد، امام ابوداؤد اور امام نسائی نے ایک دوسرے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں، سب مؤمنوں کے خون برابر ہیں، ان میں سے کم تر کی اہمیت بالاتر آدمی کی مثل ہے، اور وہ سب غیر کے مقابلے میں دست واحد کی طرح ہیں، مؤمن کو کافر کے بدلہ میں قتل نہ کیا جائے اور نہ کسی ذمی کو عہد پناہ میں قتل کیا جائے۔ (اسے حاکم نے صحیح کہا ہے۔)

لغوی تحقیق: تتكافأ: یہ الکفء سے ماخوذ ہے۔ مال وجان اور عزت وآبرو کے اعتبار سے تمام مسلمانوں کے حقوق یکساں ہیں۔ **ادناهم**: معاشرہ کا کمتر شخص۔ **وهم يد واحد علىٰ من سواهم**: وہ دشمن کے مقابلے میں دست واحد کی طرح ہیں۔

تشریح: یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعدد طرق سے مروی ہے، امام حاکم نے اس روایت کے رواۃ کو صحیحین کے رواۃ قرار دیا ہے، علامہ ابن عبدالهادی نے اس پر مہر تصدیق ثبت کی ہے، اور مؤلف رحمہ اللہ نے **فتح الباری** میں اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اس روایت کے رواۃ صحیحین کے ہیں، لیکن کسی روایت کے صحیح ہونے کیلئے فقط یہی کافی نہیں کہ اس کے رواۃ صحیحین کے ہوں، بلکہ اس کیلئے کچھ مزید شرائط بھی ہیں اور ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ روایت مدلس راوی کی معنعن نہ ہو۔ زیر مطالعہ روایت قتادہ کی عنعنہ ہے،

اس لیے فی نفسہ تو صحیح نہیں، البتہ شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ اس کی شاہد روایت حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے منقول ہیں۔

فقہی احکام: (۱) اسلام میں ذات پات کی تقسیم فقط تعارف کا ذریعہ ہے جبکہ حقوق و فرائض میں تمام مسلمان برابر ہیں۔ (۲) مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ کفار کے مقابلے میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔ (۳) ذمی کو قتل کرنا ممنوع ہے۔

۱۱۶۸: وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ جَارِيَةً وُجِدَ رَأْسُهَا قَدْ رُضَّ بَيْنَ حَجَرَيْنِ ,فَسَأَلُوهَا مَنْ صَنَعَ بِكِ هَذَا؟ فُلَانٌ فُلَانٌ حَتَّى ذَكَرُوا يَهُودِيًّا فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا ,فَأُخِذَ الْيَهُودِيُّ ,فَأَقَرَّ ,فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُرَضَّ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ,وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ.

مسلم، کتاب القسامة و المحاربين والقصاص والديات، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجروغيره......: ۱۶۷۲، البخاری: ۶۸۷۶، ۶۸۷۷، ۶۸۷۹، ابو داود: ۴۵۲۷، الترمذی: ۱۳۹۴، النسائی: ۸ /۲۲، ابن ماجة: ۲۶۶۵، احمد: ۲ /۱۸۳، الدارمی: ۲۳۵۵، ابن حبان: ۵۹۹۳

۱۱۶۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک لونڈی کا سر دو پتھروں کے مابین کچلا ہوا پایا گیا، صحابہ نے اس لونڈی سے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے؟ کیا فلاں نے، فلاں نے؟ یہاں تک کہ انہوں نے ایک یہودی کا نام لیا تو اسنے سر کے اشارے سے ہاں کہا، چنانچہ اس یہودی کو گرفتار کرلیا گیا اور اس نے اعتراف جرم کرلیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اس کا سر بھی دو پتھروں سے کچل دیا جائے۔" (بخاری و مسلم، مذکورہ الفاظ مسلم کے ہیں۔)

لغوی تحقیق: جارية: نوخیز لڑکی اور لونڈی کو جاریہ کہا جاتا ہے، لیکن یہاں اس سے مراد لونڈی ہے، جیسا کہ مسلم اور ابوداؤد میں واضح طور پر مذکور ہے۔ رض: فعل مجہول ہونے کی وجہ سے راء مضموم ہے، یعنی کچل دیا گیا۔

فقہی احکام: (۱) مقتول کے بیان پر قاتل کو گرفتار کیا جا سکتا ہے لیکن اسے قتل فقط بینہ یا اعتراف جرم پر ہی کیا جا سکتا ہے۔ (۲) مرد کو عورت کے قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے۔ (۳) سزا بالمثل ہونی چاہیے، یعنی جس طرح قاتل نے مقتول کو قتل کیا ہوا سے بھی اسی طرح قتل کیا جائے۔ (۴) جج کسی جرم کا ازخود نوٹس بھی لے سکتا ہے۔

۱۱۶۹: وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ غُلَامًا لِأُنَاسٍ فُقَرَاءَ قَطَعَ أُذُنَ غُلَامٍ لِأُنَاسٍ أَغْنِيَاءَ ,فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ يَجْعَلْ لَهُمْ شَيْئًا. رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَالثَّلَاثَةُ ,بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

ابو داود، کتاب الديات، باب في جناية العبد يكون للفقراء: ۴۵۹۰، النسائی: ۸ /۲۵، احمد: ۴ /۴۳۸، الدارمی: ۲۳۶۸، البیہقی: ۸ /۱۰۵، المعجم الاوسط: ۸۲۱۲

تنبیہ: اس روایت کو ترمذی کی طرف منسوب کرنا مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کا وہم ہے۔

۱۱۶۹: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غریب لوگوں کے غلام نے مالدار لوگوں کے غلام کے کان کاٹ دیئے اور وہ لوگ اپنا قضیہ لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے ان کیلئے کوئی چیز مقرر نہ فرمائی۔ (اسے احمد اور تینوں نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔)

تشریح: اہل علم نے اس حدیث کی تشریح اپنے اپنے انداز میں فرمائی ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ بچہ جس نے کان کاٹ دیا تھا وہ نابالغ تھا، نابالغ کا چونکہ عمداً جرم بھی عمل خطا کے زمرے میں آتا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس بچے کے مالکوں سے تاوان لے کر دوسرے غلام کے

مالکوں کونہیں دیا۔بعض کا خیال ہے کہ مجرم غلام کے مالک چونکہ تنگ دست تھے اس لیے آپ ﷺ نے انہیں دیت ادا کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے مجرم کے مالکوں سے تو دیت نہیں لی، البتہ مظلوم کے مالکوں کو بیت المال سے ادا کردی۔

فقہی احکام: نابالغ اور دیوانے یا پاگل سے دیت نہیں لی جائے گی۔

۱۱۷۰: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ,عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ جَدِّهِ; ؓأَنَّ رَجُلًا طَعَنَ رَجُلًا بِقَرْنٍ فِي رُكْبَتِهِ ,فَجَاءَ إِلَى اَلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَقِدْنِي فَقَالَ "حَتَّى تَبْرَأَ "ثُمَّ جَاءَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَقِدْنِي ,فَأَقَادَهُ ,ثُمَّ جَاءَ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ! عَرَجْتُ ,فَقَالَ" قَدْ نَهَيْتُكَ فَعَصَيْتَنِي ,فَأَبْعَدَكَ اَللَّهُ ,وَبَطَلَ عَرَجُكَ" ثُمَّ نَهَى رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ أَنْ يُقْتَصَّ مِنْ جُرْحٍ حَتَّى يَبْرَأَ صَاحِبُهُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَاَلدَّارَقُطْنِيُّ ,وَأُعِلَّ بِالْإِرْسَالِ.

احمد: ۲/۲۱۷، الدارقطنی: ۳/۸۹، ۹۰

۱۱۷۰: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے دوسرے آدمی کے گھٹنے میں سینگ چبھودیا اور وہ اپنا قضیہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، مجھے اس سے قصاص لے کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "زخم مندمل ہونے کے بعد آنا"، وہ پھر آیا اور عرض کیا، مجھے اس سے دیت لے کر دیں، آپ ﷺ نے اسے قصاص دلوادیا۔ وہ پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میں تو لنگڑا ہو گیا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے تمہیں قصاص لینے سے منع کیا تھا مگر تم نے میری بات نہیں مانی، جس کی وجہ سے اللہ نے تجھے (اپنی رحمت سے) دور کر دیا اور تیرے لنگڑے پن کے قضیہ کو مسترد کر دیا۔" پھر آپ ﷺ نے زخم مندمل ہونے سے قبل قصاص لینے کی ممانعت فرمادی۔ (اسے احمد اور دارقطنی نے بیان کیا ہے اور اس پر مرسل ہونے کا حکم لگایا ہے۔)

لغوی تحقیق: **قرن**: قاف مفتوح اور راء ساکن، سینگ۔ **ركبة**: راء مضموم اور قاف ساکن، گھٹنا۔ **اقدنی**: ہمزہ قطعی ہونے کی وجہ سے مفتوح، قاف مکسور اور دال ساکن ہے، مجھے قصاص دلوائیں۔ **عرجت**: میں لنگڑا ہو گیا ہوں۔ **بطل عرجک**: تم قصاص لینے میں جلدی کر کے اپنے لنگڑے پن کی دیت سے محروم ہو گئے ہو۔ **جرح**: جیم مضموم اور راء ساکن، زخم۔

تشریح: یہ روایت فی نفسہ تو صحیح نہیں کیونکہ اس کے بیان کرنے والے محمد بن اسحاق اور ابن جریج مدلس ہیں، لیکن شواہد کی بنا پر یہ روایت صحیح لغیرہ ہے۔ اس شخص نے دیت لینے میں عجلت کی اور آپ ﷺ نے اس کے اصرار پر اس کی موجودہ حالت کے پیش نظر اسے پانچ اونٹ دلوادیئے، اس شخص نے چونکہ لالچ کے پیش نظر آپ ﷺ کی ہدایت پر عمل کرنے سے پہلو تہی کی تھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے زخم کو مندمل کرنے کی بجائے اسے مزید خراب کر دیا، جس کی وجہ سے اس کی ٹانگ ضائع ہو گئی۔ اگر وہ شخص آپ ﷺ کی نصیحت پر عمل کرتا تو اسے یقیناً فائدہ ہوتا۔

فقہی احکام: (۱) زخم مندمل ہونے سے قبل دیت کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔ (۲) اگر کوئی بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیت لے لے اور بعد میں زخم مزید خراب ہو جائے تو اسے دوبارہ دیت نہیں ملے گی (۳) رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی انسان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم کر دیتی ہے

۱۱۷۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ اقْتَتَلَتِ اِمْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ ,فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا اَلْأُخْرَى بِحَجَرٍ ,فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا, فَاخْتَصَمُوا إِلَى رَسُولِ اَللَّهِ ﷺ فَقَضَى رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ ; عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ ,وَقَضَى بِدِيَةِ اَلْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ فَقَالَ حَمْلُ بْنُ اَلنَّابِغَةِ اَلْهُذَلِيُّ يَا رَسُولَ اَللَّهِ! كَيْفَ نَغْرُمُ مَنْ لَا شَرِبَ ,وَلَا أَكَلَ ,وَلَا نَطَقَ ,وَلَا اِسْتَهَلَّ ,فَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ ,فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ "إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ اَلْكُهَّانِ" مِنْ أَجْلِ سَجْعِهِ اَلَّذِي سَجَعَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

البخاری، کتاب الطب، باب الکھانۃ: ۵۷۵۸۔ ۵۷۶۰، مسلم: ۱۶۸۱، ابوداود: ۴۵۷۶، الترمذی: ۱۴۴۴، النسائی: ۴۸/۸، ابن ماجۃ: ۲۶۳۹، احمد: ۲ /۲۳۶، ۲۷۴، الدارمی: ۲۳۸۲، ابن الجارود: ۷۷۶، البیھقی: ۱۱۳/۸، ابن حبان: ۶۰۱۶۔ ۶۰۲۰، عبدالرزاق: ۱۸۳۵۱، الدارقطنی : ۱۹۷/۳، ۱۹۸

تنبیہ: (۱) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیحین کی طرف منسوب کیا ہے، جبکہ صحیحین میں ؛اغرم؛ ہے اور مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے ؛یغرم؛ ذکر کیا ہے۔ (۲) بلوغ المرام کے مطبوعہ بعض نسخوں میں فعل مجہول ؛یُغْرَمُ؛ مذکور ہے جبکہ بعض مطبوعہ نسخوں میں فعل معروف ؛یَغْرَمُ؛ درج کیا گیا ہے۔

۱۷۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنو ہذیل قبیلہ کی دو خواتین کے مابین تنازع ہو گیا، ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مار دیا، جس کے نتیجہ میں وہ عورت مر گئی اور اس کا حمل ضائع ہو گیا، اس کے ورثاء اپنا قضیہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا، حمل کے بدلہ میں ایک غلام یا لونڈی ہے اور عورت کے بدلہ میں قاتلہ سے کہا کہ وہ دیت ادا کرے اور اس دیت کا وارث مقتولہ کی اولاد اور اس کے رشتہ داروں کو بنایا، اس پر حمل بن نابغہ ہذلی نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! ہم اس بچے کا بدلہ کیونکر دیں جس نے نہ تو کھایا پیا، نہ کلام کیا اور نہ چیخ ماری؟ ایسا حکم قابل عمل نہیں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: "یہ تو کاہنوں کا بھائی ہے۔" کیونکہ اس نے کاہنوں جیسی گفتگو کی ہے۔ بخاری ومسلم

لغوی تحقیق: **ھذیل** : ھاء مضموم اور ذال مفتوح، یہ عدنانی قبائل کی ایک شاخ ہے۔ **جنینھا** : اس کے لغوی معنی چھپنے کے ہیں اور یہاں اس سے مراد وہ بچہ ہے جو شکم مادر میں ہو۔ **غرۃ** : غین مضموم اور راء مشدد مفتوح، اس کے اصلی معنی اس سفیدی کے ہے جو گھوڑے کی پیشانی پر ہوتی ہے، اہل زبان اس کا اطلاق نفیس چیز پر بھی کرتے ہیں اور یہاں اس سے مراد غلام یا لونڈی ہے۔ **ولیدۃ**: نوجوان لڑکی۔ **عاقلتھا**: یہ محذوف موصوف کی صفت ہے اور یہ العقل سے ماخوذ ہے، اس کی لفظی معنی روکنے کے ہیں، اور یہاں اس سے مراد قاتلہ خاتون کے والدین اور بھائی وغیرہ ہیں۔ **یغرم** : مجہول ہونے کی وجہ سے علامت مضارع مضموم ہے۔ تاوان ادا کیا جائے۔ **استھل** : وہ چیخا، یہاں اس سے مراد بچہ کے رونے کی وہ آواز ہے جو وہ پیدائش کے فوراً بعد نکالتا ہے۔ **یطل** : مجہول ہونے کی وجہ سے علامت مضارع مضموم ہے، اس کے لفظی معنی باطل ہونے کے ہیں اور یہاں اس سے دیت کے عدم وجوب کی طرف اشارہ ہے۔ **الکھان** : کاف مضموم اور ہاء مشدد مفتوح ہے۔ یہ **کاھن** کی جمع ہے۔ جو غیب کی خبریں بتانے کا مدعی ہو، اسے کاہن کہتے ہیں۔ کاہن چونکہ لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے مسجع گفتگو کرتے تھے، اس لیے حمل بن نابغہ کو کاہنوں سے تشبیہ دی گئی ہے

تشریح: زیر مطالعہ حدیث میں جن دو خواتین کا ذکر ہے وہ دونوں حمل بن نابغہ ہذلی کی بیویاں تھیں، قاتلہ کا یہ عمل چونکہ شبہ قتل تھا اس لیے آپ ﷺ نے اس عورت کو سزا موت دینے کا فیصلہ صادر نہیں فرمایا، یہ روایت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، اس میں حمل بن مالک ہذلی کا نام نہیں اور اس کی جگہ یہ مذکور ہے کہ اس عورت کے عصبہ رشتہ داروں میں سے کسی ایک شخص نے کہا۔ ممکن ہے کہ حمل بن مالک اس خاتون کا عصبہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ شوہر ہونے کے ناطے اسے عصبہ کہا گیا ہو، کیونکہ دیگر عصبہ رشتہ دار نہ ہونے کی صورت میں شوہر عصبہ ہوتا ہے

فقہی احکام: (۱) اگر غلطی سے کسی عورت کا حمل ضائع کر دیا جائے تو ضائع کرنے والا ایک لونڈی یا غلام دے گا۔ (۲) اگر کسی کو پتھر یا لاٹھی ماری اور وہ مر گیا تو پھر مارنے والے کے ذمہ دیت ہے (۳) عورت اگر کسی کو قتل کر دے تو اس کی طرف سے دیت اس عورت کے عصبہ ادا کریں گے۔ (۴) اگر کوئی شادی شدہ صاحب اولاد عورت قتل کر دی جائے اور اس کا شوہر دیت لینے پر راضی ہو جائے تو یہ دیت اس عورت کی اولاد اور اس کے شوہر کو ملے گی۔

۱۷۲: وَأَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ ,وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ سَأَلَ مَنْ شَهِدَ قَضَاءَ رَسُولِ اَللَّهِ ﷺ فِي اَلْجَنِينِ؟ قَالَ فَقَامَ حَمَلُ بْنُ اَلنَّابِغَةِ ,فَقَالَ كُنْتُ بَيْنَ اِمْرَأَتَيْنِ ,فَضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا اَلْأُخْرَى. فَذَكَرَهُ مُخْتَصَرًا وَصَحَّحَهُ اِبْنُ

حِبَّانَ ,وَالْحَاكِمُ

ابو داود، كتاب الديات، باب دية الجنين: ۴۵۷۲ ـ ۴۵۷۶، النسائی: ۴۷/۸، ابن حبان: ۶۰۲۱، البیهقی: ۱۱۵/۸، الطبرانی: ۳۴۸۵، ۱۱۷۶۷، ۳۵۲/۱۷، اسد الغابة: ۳۶۸/۷، الحاکم: ۵۷۵/۳

۱۱۷۲: ابوداؤداورنسائی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے فرمایا کہ آپ ﷺ نے جب جنین کے بارے میں فیصلہ صادر فرمایا تھا تو اس وقت آپ میں سے کون وہاں موجود تھا؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حمل بن نابغہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ میں ان دونوں خواتین کے مابین موجود تھا، ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مار دیا۔ (امام ابوداؤد نے اس روایت کومختصر بیان کیا ہے، اسے ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔)

تشریح: ان خواتین سے متعلق یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ **المعجم الکبیر** میں ان خواتین کے نام ملیکہ اور ام عفیف بنت مسروح مذکور ہیں نیز یہ صراحت بھی ہے کہ دونوں عورتیں حمل بن مالک کے نکاح میں تھیں، ابوداؤد میں ام عفیف کی بجائے ام غطیف مذکور ہے، **اسد الغابة** میں بھی ام غطیف ہی مذکور ہے، نیز اس میں یہ صراحت بھی ہے کہ اس نے ملیکہ کو پتھر مار کر مارا تھا۔ ابوالملیح بن اسامہ سے مروی روایت میں ہے کہ ملیکہ اور ام عفیف حمل بن مالک کے نکاح میں تھیں۔

۱۱۷۳:وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ اَلرُّبَيِّعَ بِنْتَ اَلنَّضْرِ عَمَّتَهُ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ ,فَطَلَبُوا إِلَيْهَا اَلْعَفْوَ ,فَأَبَوْا ,فَعَرَضُوا اَلْأَرْشَ ,فَأَبَوْا, فَأَتَوْا رَسُولَ اَللَّهِ ﷺ وَأَبَوْا إِلَّا اَلْقِصَاصَ ,فَأَمَرَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ بِالْقِصَاصِ ,فَقَالَ أَنَسُ بْنُ اَلنَّضْرِ يَا رَسُولَ اَللَّهِ! أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ اَلرُّبَيِّعِ؟ لَا ,وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ ,لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا ,فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ "يَا أَنَسُ! كِتَابُ اَللَّهِ اَلْقِصَاصُ" فَرَضِيَ اَلْقَوْمُ ,فَعَفَوْا ,فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " إِنَّ مِنْ عِبَادِ اَللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اَللَّهِ لَأَبَرَّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ,وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ

البخاری، كتاب التفسير، باب ﴿يا ايها الذين آمنو كتب عليكم القصاص﴾: ۴۵۰۰، مسلم: ۱۶۷۵، ابوداود: ۴۵۹۵، النسائی: ۲۶/۸ ـ ۲۸، ابن ماجة: ۲۶۴۹، احمد: ۱۲۸/۳

۱۱۷۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی پھوپھی ربیع بنت نضر نے ایک لڑکی کا سامنے والا دانت توڑ دیا تو اس کے عزیز وا قارب نے اس لڑکی سے معافی مانگی، لیکن اس لڑکی کے عزیز وا قارب نے معافی دینے سے انکار کر دیا، پھر انہوں نے دیت دینے کی پیش کش کی، انہوں نے دیت لینے سے بھی انکار کر دیا، چنانچہ انہوں نے اپنا مقدمہ آپ ﷺ کے حضور پیش کیا اور قصاص کا مطالبہ کیا، آپ ﷺ نے قصاص کا فیصلہ صادر فرمادیا، حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ کیا ربیع کے دانت توڑے جائیں گے، اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے، ایسا نہیں ہوسکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: " کتاب اللہ تو قصاص کا فیصلہ کرتی ہے۔" چنانچہ وہ لوگ راضی ہو گئے اور انہوں نے معاف کر دیا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں، اگر وہ اللہ کی قسم اٹھا لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم ٹوٹنے نہیں دیتا۔" بخاری ومسلم، مذکورہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

لغوی تحقیق: **الربیع**: راءمضموم، باءمفتوح اور یا مشددمکسور، یہ ربیع کی تصغیر ہے، یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی اور حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ **ثنیة**: یہ ثنایا کا واحد ہے، سامنے والے چاروں دانتوں کو ثنایا کہتے ہیں، اوپر والے دونوں دانتوں کو ثنایا علیا اور نیچے والوں کو ثنایا سفلیٰ کہتے ہیں۔ **جاریة**: یہ انصار کی نوجوان لڑکی تھی۔ **الارش**: ہمزہ مفتوح اور راء ساکن، دیت۔

فقہی احکام: (۱) خطا اور شبہ عمد میں قصاص نہیں، فقط دیت ہے۔ (۲) جرم عمد میں قصاص اور دیت دونوں میں سے ایک ہے۔ (۳) ایسا جرم

جس کے بدلہ میں قصاص لازم آتا ہے،اس جرم کی معافی متاثرہ شخص یا اس کے ورثاء ہی دینے کے مجاز ہیں، گورنر یا صدر کو معافی دینے کا اختیار نہیں۔(۴) اگر مخلص آدمی غلط بات کہہ دے تو اس سے درگزر کرنا چاہیے۔(۵) ایک دانت کی دیت دس اونٹ ہیں۔

۱۱۷۴: وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ "مَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيًّا أَوْ رِمِّيًّا بِحَجَرٍ ,أَوْ سَوْطٍ ,أَوْ عَصًا ,فَعَقْلُهُ عَقْلُ الْخَطَإِ ,وَمِنْ قُتِلَ عَمْدًا فَهُوَ قَوَدٌ ,وَمَنْ حَالَ دُونَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اَللَّهِ" أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ ,وَالنَّسَائِيُّ ,وَابْنُ مَاجَهْ ,بِإِسْنَادٍ قَوِيٍّ.

ابوداود، کتاب الدیات، باب فیمن قتل فی عمیا بین قوم: ۴۵۹۱، النسائی: ۳۹/۸، ۴۰، المعجم الاوسط: ۲۲۸

۱۱۷۴: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جو شخص ازدحام میں مارا جائے یا سنگ باری سے مارا جائے یا کوڑے اور لاٹھی سے مارا جائے،اس کی دیت قتل خطا کی دیت ہوگی اور جسے عمداً قتل کیا جائے،اس کا قصاص ہے اور جو شخص قصاص میں رکاوٹ پیدا کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔"(اسے ابوداؤد،نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے،اور اس کی سند قوی ہے۔)

لغوی تحقیق: **عمیا**: عین مکسور،میم مشدد مکسور اور یا مشدد، یہ مصدر ہے، یعنی اندھاپن، یہاں اس سے مراد وہ شخص ہے جو بلوے وغیرہ میں مارا جائے اور پوری تفتیش کے بعد بھی اس کے قاتل کا علم نہ ہو سکے۔ **رمیا**: راء مکسور،میم مشدد مکسور اور یاء مشدد،سنگ باری۔ **سوط**: سین مفتوح اور واؤ ساکن،کوڑا۔ **عصا**: لاٹھی۔ **عقل**: عین مفتوح اور قاف ساکن،دیت۔ **قود**: قاف اور واؤ مفتوح،قصاص۔

تشریح: فقہا نے قتل عمد کی تعریف اس طرح کی ہے،کوئی شخص کسی بے گناہ آدمی پر ایسا وار کرے جس سے عموماً موت واقع ہو جاتی ہے۔قتل عمد کی تقریباً آٹھ صورتیں ہیں۔(۱) اتنی وزنی چیز مارنا جس سے عموماً موت واقع ہو جاتی ہے،مثلاً سر پر ہتھوڑا وغیرہ مارنا۔(۲) تیز دھار آلہ سے حملہ کرنا یا بندوق وغیرہ سے فائر کرنا۔(۳) کسی کو باندھ کر درندوں کے سامنے پھینک دینا یا کسی پر درندے چھوڑ دینا۔(۴) پانی یا آگ میں ڈال دینا۔(۵) گلا گھونٹ کر مار دینا۔(۶) بھوکا پیاسا رکھ کر مار دینا۔(۷) زہر پلا دینا۔(۸) جادو وغیرہ سے مار دینا۔

ایسے قتل سے قصاص لازم ہو جاتا ہے،الا یہ کہ مقتول کے ورثاء معاف کر دیں یا دیت لینے پر راضی ہو جائیں۔

قتل خطاء کی بھی مختلف صورتیں ہیں مثلاً (۱) جلسہ وجلوس میں بھگدڑ مچ جانے پر کوئی آدمی نیچے آکر کچلا جائے۔(۲) منیٰ،عرفات،مزدلفہ وغیرہ میں آگ بھڑک اٹھنے سے کچھ لوگ جل کر مر جائیں۔(۳) طواف اور سعی کے دوران کوئی آدمی نیچے گر کر کچلا جائے۔(۳) گھمسان کی لڑائی میں کوئی مسلم مجاہد اپنے کسی بھائی کی گولی لگنے سے شہید ہو جائے۔(۴) سرکاری ایجنسیوں کی دہشت گردوں پر فائرنگ میں کوئی راہ گیر مارا جائے۔

ان تمام صورتوں میں دیت ہے اور یہ دیت ان کے ورثاء کو بیت المال سے ادا کی جائیگی۔قتل خطاء کی مذکورہ صورتوں میں اگر قاتل کی شناخت ہو جائے ان میں دیت قاتل یا اس کے عصبہ ورثاء سے وصول کی جائے گی۔

مؤلف رحمہ اللہ اور ابن عبدالہادی نے اس روایت کی سند کو قوی قرار دیا ہے،اور اس کی شاہد روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

فقہی احکام: (۱) قتل عمیاء کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔(۲) قتل خطا کی دیت قاتل یا اس کے عزیز واقارب سے وصول کی جائے (۳) قتل عمد میں قصاص ہے لیکن اگر مقتول کے ورثاء دیت لینے پر راضی ہو جائیں تو قاتل یا اس کے عزیز واقارب سے دیت وصول کی جائے۔

۱۱۷۵: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما ,عَنِ اَلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ "إِذَا أَمْسَكَ اَلرَّجُلُ اَلرَّجُلَ ,وَقَتَلَهُ اَلْآخَرُ ,يُقْتَلُ اَلَّذِي قَتَلَ ,وَيُحْبَسُ اَلَّذِي أَمْسَكَ" رَوَاهُ اَلدَّارَقُطْنِيُّ مَوْصُولًا وَمُرْسَلًا ,وَصَحَّحَهُ اِبْنُ اَلْقَطَّانِ ,وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ ,إِلَّا أَنَّ اَلْبَيْهَقِيَّ رَجَّحَ اَلْمُرْسَلَ

الدارقطنی: ۱۴۰/۳، البیہقی: ۵۰/۸، الاحکام الوسطی: ۷/۴، بیان الوہم والایہام: ۲۵۸۵

۱۱۷۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"جب ایک شخص کسی شخص کو پکڑ لے اور دوسرا اسے قتل کر دے تو اس

شخص کو قتل کیا جائے ،جس نے اسے قتل کیا تھا اور جس نے اسے پکڑا تھا اسے قید کر دیا جائے ۔"(اسے دارقطنی نے موصول اور مرسل بیان کیا ہے اور ابن قطان نے صحیح کہا ہے، اس کے رواۃ ثقہ ہیں، لیکن امام بیہقی نے اس کے مرسل ہونے کو راجح کہا ہے۔)

تشریح: حافظ ابن کثیر نے اس روایت کو مسلم کی شرط کے موافق قرار دیا ہے، قاضی شوکانی نے لکھا ہے کہ امام دارقطنی کا کہنا ہے کہ اس روایت کو مرسل بیان کرنے والے رواۃ کی کثرت ہے، امام بیہقی فرماتے ہیں کہ موصول طریق غیر محفوظ ہے جبکہ مرسل صحیح ہے۔ حافظ عبدالحق لکھتے ہیں کہ سفیان ثوری نے یہ روایت اسماعیل بن امیہ سے موصولاً نقل کی ہے۔ جبکہ ابن جریج نے اسماعیل سے مرسل نقل کی ہے۔

حافظ ابن قطان فرماتے ہیں کہ عبدالحق کے انداز تحریر سے یہ عیاں ہو رہا ہے کہ یہ روایت مرسل ہونے کی وجہ سے معلول ہے، لیکن میرے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔ کیونکہ اسماعیل بن امیہ ثقہ ہیں اور ان سے نقل کرنے والے امام سفیان ثوری بھی ثقہ ہیں۔

فقہی احکام: پکڑنے والے شخص کو تادم زیست قید میں رکھا جائے اور قتل کرنے والے کو سزائے موت دی جائے۔

١١٧٦: وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَتَلَ مُسْلِمًا بِمُعَاهَدٍ وَقَالَ "أَنَا أَوْلَى مَنْ وَفَى بِذِمَّتِهِ" أَخْرَجَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ هَكَذَا مُرْسَلًا وَوَصَلَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ ,بِذِكْرِ ابْنِ عُمَرَ فِيهِ ,وَإِسْنَادُ الْمَوْصُولِ وَاهٍ.

عبدالرزاق: ١٨٥١٤، مراسيل ابي داؤد: ٢٥٠، الدارقطني: ١٣٥/٣، البيهقي: ٣٠/٨

١١٧٦: حضرت عبدالرحمٰن بیلمانی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ذمی کے بدلہ میں ایک مسلم کو قتل کروا دیا اور فرمایا:"میں سب سے بڑھ کر ایفائے عہد کرنے والا ہوں۔"(اسے عبدالرزاق نے اسی طرح مرسل بیان کیا ہے اور امام دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا واسطہ ذکر کر کے اسے موصولاً روایت کیا ہے، لیکن موصول سند نہایت کمزور ہے۔)

تشریح: اس روایت کا موصولاً طریق ابراہیم بن ابی یحییٰ کے متروک الحدیث ہونے کی وجہ سے سخت ضعیف ہے، نیز اس کا مرسل طریق بھی ضعیف ہے کیونکہ ایک تو اس میں ارسال کی علت ہے دوسری علت عبدالرحمٰن بن بیلمانی کا مختلف فیہ ہونا ہے۔ نیز یہ روایت صحیح حدیث کے معارض بھی ہے۔

١١٧٧: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قُتِلَ غُلَامٌ غِيلَةً ,فَقَالَ عُمَرُ لَوِ اشْتَرَكَ فِيهِ أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ بِهِ .أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ.

البخاري، كتاب الديات، باب اذا اصاب قوم من رجل هل يعاقب ام يقتص منهم كلهم: ٦٨٩٦

١١٧٧: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک غلام کو فریب دے کر قتل کر دیا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر اس کے قتل میں صنعاء کے تمام باشندے شریک پائے گئے تو میں اس کے بدلہ میں ان سب کو قتل کر دوں گا۔(البخاری)

لغوی تحقیق: غیلۃ: غین مکسور اور یاء ساکن، دھوکے سے قتل کر دینا۔ صنعاء: صاد مفتوح، نون ساکن اور الف کے بعد ہمزہ، یہ یمن کا دار الحکومت اور نہایت قدیم اور تاریخی شہر ہے۔

تشریح: اس اثر میں اہل صنعاء کی تخصیص کا سبب یہ ہے کہ اس غلام کا قاتل صنعاء سے تعلق رکھتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کے خلاف کسی صحابی سے کچھ ثابت نہیں۔

١١٧٨: وَعَنْ أَبِي شُرَيْحِ الْخُزَاعِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "فَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ بَعْدَ مَقَالَتِي هَذِهِ ,فَأَهْلُهُ بَيْنَ خِيرَتَيْنِ إِمَّا أَنْ يَأْخُذُوا الْعَقْلَ أَوْ يَقْتُلُوا "أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ ,وَالنَّسَائِيُّ.

ابوداود، كتاب الديات، باب ولي العمد يرضى بالدية: ٤٥٠٤، الترمذي: ١٤٣٩

تنبیہ: راقم کو یہ روایت نسائی میں نہیں ملی۔

۱۱۷۸: حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے اس فرمان کے بعد اگر کسی خاندان کا کوئی فرد مارا جائے تو مقتول کے ورثاء دو میں سے کوئی ایک بات پسند کر سکتے ہیں، یا تو وہ دیت لے لیں یا پھر قصاص لے لیں۔" اسے ابوداؤد اور نسائی نے بیان کیا ہے۔

لغوی تحقیق: خیر تین: خاء مکسور، یاء اور تا مفتوح، انہیں دیت یا قصاص لینے کا اختیار ہے۔

تشریح: آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر جو تاریخی خطاب فرمایا، زیر مطالعہ فرمان اسی ہار کا نگینہ ہے۔

۱۱۷۹: وَأَصْلُهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ بِمَعْنَاهُ.

البخاری، کتاب الدیات، باب من قتل له قتیل فهو بخیر النظرین: ۶۸۸۰، مسلم: ۱۳۵۵، ابوداود: ۴۵۰۵، الترمذی: ۱۴۰۹، النسائی: ۳۸/۸، ابن ماجة: ۲۶۲۴، احمد: ۲۳۸/۲

۱۱۷۹: اس روایت کی اصل صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اسی کی ہم معنی حدیث ہے۔

تشریح: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں یہ صراحت ہے کہ یہ خطبہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا۔

۲۔ بَابُ الدِّيَاتِ دیت کی اقسام کا بیان

۱۱۸۰: عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ ,عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ , وَفِيهِ "أَنَّ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلاً عَنْ بَيِّنَةٍ ,فَإِنَّهُ قَوَدٌ ,إِلَّا أَنْ يَرْضَى أَوْلِيَاءُ الْمَقْتُولِ ,وَإِنَّ فِي النَّفْسِ الدِّيَةَ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ , وَفِي الْأَنْفِ إِذَا أُوعِبَ جَدْعُهُ الدِّيَةُ ,وَفِي اللِّسَانِ الدِّيَةُ ,وَفِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ ,وَفِي الذَّكَرِ الدِّيَةُ ,وَفِي الْبَيْضَتَيْنِ الدِّيَةُ , وَفِي الصُّلْبِ الدِّيَةُ ,وَفِي الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ ,وَفِي الرِّجْلِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ ,وَفِي الْمَأْمُومَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ ,وَفِي الْجَائِفَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ ,وَفِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الْإِبِلِ ,وَفِي كُلِّ إِصْبَعٍ مِنْ أَصَابِعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ ,وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي الْمُوضِحَةِ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ ,وَإِنَّ الرَّجُلَ يُقْتَلُ بِالْمَرْأَةِ ,وَعَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفُ دِينَارٍ" أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْمَرَاسِيلِ وَالنَّسَائِيُّ ,وَابْنُ خُزَيْمَةَ ,وَابْنُ الْجَارُودِ ,وَابْنُ حِبَّانَ ,وَأَحْمَدُ ,وَاخْتَلَفُوا فِي صِحَّتِهِ.

ابن حبان، کتاب التاریخ، باب کتب النبی: ۶۵۵۹، مراسیل ابی داؤد: ۲۱۳، النسائی: ۵۷/۸، ۵۸، مؤطا: ۸۴۹/۲، ابن خزیمة: ۲۲۶۹، ابن الجارود: ۷۸۴، الدارقطنی: ۱۲۲، ۱۲۱/۱، الحاکم: ۲۰۴/۲، البیهقی: ۳۱۷/۷، ۳۱۸، عبدالرزاق: ۲۴۲/۹، ۲۴۳، ۲۷۳

۱۱۸۰: ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اہل یمن کی طرف مکتوب گرامی تحریر فرمایا، پھر انہوں نے ایک طویل حدیث بیان فرمائی اور اس میں یہ بھی ذکر فرمایا "جس نے کسی مؤمن آدمی کو بغیر کسی شرعی عذر کے قتل کیا اور اس قتل پر شہادت موجود ہو تو قصاص لازم ہوگا الا یہ کہ مقتول کے ورثاء صلح کر لیں، ایک مقتول شخص کی دیت سو اونٹ ہیں، ناک اگر جڑ سے کاٹ دی جائے تو بھی مکمل دیت ہے، اسی طرح دونوں آنکھیں ضائع کرنے پر، زبان کاٹنے پر، ہونٹ کاٹنے پر، آلہ تناسل کاٹنے پر، خصیتین کاٹنے پر اور کمر توڑنے پر مکمل دیت ہے، ایک ٹانگ کاٹنے پر نصف دیت ہے، سر اور پیٹ کو زخمی کرنے پر ایک تہائی دیت ہے، ہڈی توڑنے پر پندرہ اونٹ ہیں، ہاتھ اور پاؤں کی کوئی سی ایک انگلی قطع کرنے پر دس اونٹ ہیں، ایک دانت توڑنے پر پانچ اونٹ ہیں، ایسا گہرا زخم جو ہڈی تک پہنچ جائے اس کی دیت پانچ اونٹ ہیں، آدمی کو عورت کے بدلہ میں قتل کیا جائے گا، جن کے پاس سونا ہو، وہ ایک ہزار دینار بطور دیت ادا کریں گے۔" (ابوداؤد نے

مراسیل میں، نسائی، ابن خزیمہ، ابن جارود، ابن حبان اور احمد نے روایت کیا ہے اور ماہرین فن نے اس کی صحت اور عدم صحت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔)

لغوی تحقیق: **الدیات:** یہ دیت کی جمع ہے اور اس کی اصل ودی یدی ہے، واؤ کو شروع سے حذف کر کے اس کے بدلہ میں آخر میں گول "ة" لے آئے، اس کی صورت وہی ہے جو عدة کی ہے۔ دیت سے مراد وہ مال ہے جو مظلوم یا اس کے ورثاء کو ان کے ساتھ ہونے والی زیادتی کی تلافی کیلئے دیا جاتا ہے۔**اعتبط:** کسی بے گناہ کو قتل کر دیا۔ **قتلا:** یہ **من غیر لفظہ** مفعول مطلق ہے۔ **اوعب** فعل مجہول ہونے کی وجہ سے ہمزہ مضموم ہے، کسی چیز کو مکمل طور پر لے لینا، لیکن یہاں اس سے مراد ناک کو جڑ سے کاٹ دینا ہے۔ **الشفتین:** یہ **شفة** کا تثنیہ ہے، اس کے لفظی معنی کنارے کے ہیں اور یہاں اس سے مراد ہونٹ ہیں۔ **البیضتین:** یہ **بیضة** کا تثنیہ ہے اور بمعنی خصیہ ہے۔ **الصلب:** صاد مضموم اور لام ساکن، کمر۔ **المامومة:** ایسا گہرا زخم جو دماغ تک پہنچ جائے۔ **الجائفة:** ایسا گہرا زخم جو اندر تک پہنچ جائے۔ **المنقلة:** ایسی چوٹ جو ہڈی توڑ دے۔ **الموضحة:** ایسا زخم جس سے سر کی ہڈی نظر آنے لگے۔ **وعلی اهل الذهب الف دینار:** صراف ایک ہزار دینار بطور دیت دیں۔ ایک ہزار دینار کا وزن چار ہزار دو سو پچاس گرام بنتا ہے۔

تشریح: اس روایت کے شروع کے حصہ کی شاہد ترمذی میں حضرت ابو رافع اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے جبکہ **وفی الانف** کے الفاظ امام احمدؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے نقل کئے ہیں۔ لسان اور شفتین کا تذکرہ امام عبدالرزاق نے مراسیل سعید بن مسیّب، زید بن اسلم اور زہری کے حوالہ سے کیا ہے، اسی طرح اس روایت کے دیگر اجزاء کی شہادت بھی مرسل روایات سے ملتی ہے۔

۱۱۸۱: **وَعَنْ اِبْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ عَنِ اَلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ " دِيَةُ اَلْخَطَأِ أَخْمَاسًا عِشْرُونَ حِقَّةً ,وَعِشْرُونَ جَذَعَةً ,وَعِشْرُونَ بَنَاتِ مَخَاضٍ ,وَعِشْرُونَ بَنَاتِ لَبُونٍ ,وَعِشْرُونَ بَنِي لَبُونٍ " أَخْرَجَهُ اَلدَّارَقُطْنِيُّ وَأَخْرَجَهُ اَلْأَرْبَعَةُ ,بِلَفْظِ"وَعِشْرُونَ بِنِي مَخَاضٍ" بَدَلَ " بَنِي لَبُونٍ " وَإِسْنَادُ اَلْأَوَّلِ أَقْوَى وَأَخْرَجَهُ اِبْنُ أَبِي شَيْبَةَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ مَوْقُوفًا ,وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ اَلْمَرْفُوعِ.**

الدارقطنی: ۳/۱۷۲، ۱۷۳، ابوداود، کتاب الدیات، باب الدیة کم هی: ۴۵۴۵، الترمذی: ۱۳۸۶، النسائی: ۸/۴۳، ابن ماجة: ۲۶۳۱، احمد: ۱/۳۸۴، ۴۵۰، البیهقی: ۸/۷۴-۷۶، البزار: ۱۹۳، ابن ابی شیبة: ۲۷۳/۶

۱۱۸۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قتل خطا کی دیت پانچ قسم کے اونٹوں پر مشتمل ہوگی۔ بیس اونٹ تین سالہ ہوں گے، بیس اونٹ چار سالہ ہوں گے، بیس دو سالہ اونٹنیاں ہوں گی، بیس ایک سالہ اونٹنیاں ہوں گی اور بیس ایک سالہ اونٹ ہوں گے۔" اسے دارقطنی سے روایت کیا ہے اور چاروں نے جو روایت نقل کی ہے اس میں " بیس ایک سالہ اونٹوں کے بدلہ میں بیس دو سالہ اونٹ" کے الفاظ مذکور ہیں۔ پہلے سند زیادہ قوی ہے، امام ابن ابی شیبہ نے ایک دوسرے طریق سے موقوف روایت بیان کی ہے، اور وہ مرفوع سے زیادہ صحیح ہے۔

تشریح: سنن اربعہ کی روایت دو علل کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (۱) خشف بن مالک طائی مختلف فیہ ہے۔ (۲) حجاج بن ارطاة ضعیف ہے۔ جس طریق کو مؤلف نے سنن اربعہ کے طریق کے مقابلہ میں زیادہ قوی قرار دیا ہے، وہ بلاشبہ اس طریق سے تو زیادہ قوی ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے، کیونکہ ابوعبیدة نے اپنے والد سے کچھ نہیں سنا، یہ روایت منقطع ہے، مؤلف نے تیسرے طریق کو پہلے دونوں طرق سے بہتر قرار دیا ہے، لیکن وہ طریق بھی منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ ابواسحاق نے علقمہ سے کچھ نہیں سنا۔

۱۱۸۲: **وَأَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ ,وَالتِّرْمِذِيُّ مِنْ طَرِيقِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ,عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ جَدِّهِ رَفَعَهُ "اَلدِّيَةُ ثَلَاثُونَ حِقَّةً ,وَثَلَاثُونَ جَذَعَةً ,وَأَرْبَعُونَ خَلِفَةً فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا"**

ابو داود، کتاب الدیات، باب الدیة کم ھی: ۴۵۴۱، الترمذی: ۱۳۱۸، النسائی: ۸/ ۴۲، ۴۳، ابن ماجة: ۲۶۳۰، احمد: ۲/ ۱۸۳، البیھقی: ۸/ ۲۳

۱۱۸۲: امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے مرفوع روایت نقل کی ہے "دیت تیس تین سالہ، تیس چار سالہ اور چالیس حاملہ اونٹنیوں پر مشتمل ہونی چاہیے۔"

۱۱۸۳: وَعَنِ اِبْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما عَنِ اَلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ " إِنَّ أَعْتَى اَلنَّاسِ عَلَى اَللَّهِ ثَلَاثَةٌ مَنْ قَتَلَ فِي حَرَمِ اللَّهِ ,أَوْ قَتَلَ غَيْرَ قَاتِلِهِ ,أَوْ قَتَلَ لِذَحْلِ اَلْجَاهِلِيَّةِ" أَخْرَجَهُ اِبْنُ حِبَّانَ فِي حَدِيثٍ صَحَّحَهُ.

صحیح ابن حبان، کتاب الجنایات، باب ذکر نفی القصاص فی القتل: ۵۹۹۶، احمد: ۲/ ۱۷۹

تنبیہ: (۱) امام ابن حبان نے یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کی ہے، جبکہ امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے طریق سے بیان کی ہے۔ (۲) بلوغ المرام کے بعض نسخوں میں یہ روایت ابن عمر کے طریق سے مذکور ہے اور بعض میں ابن عمرو مذکور ہے، اور صاحب توضیح الکلام نے ؛واصلہ فی البخاری من حدیث ابن عباس ؛بھی ذکر کی ہے، جبکہ دیگر نسخوں میں یہ جملہ نہیں ہے۔

۱۱۸۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: "تین قسم کے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے خلاف بغاوت کرنے والے ہیں، جو اللہ کے حرم میں کسی کو قتل کرے، یا قاتل کے علاوہ کسی دوسرے کو قتل کرے، یا عہد جاہلیت کی عداوت کی وجہ سے کسی کو قتل کرے۔" (امام ابن حبان نے یہ روایت اس حدیث کے ضمن میں نقل کی ہے۔ جسے انہوں نے صحیح کہا ہے۔)

لغوی تحقیق: اعتی: یہ عتو سے اسم تفضیل ہے، سب سے بڑھ کر سرکش۔ الذحل: ذال مضموم اور حاء ساکن، عہد جاہلیت کی عداوت۔

۱۱۸۴: وَعَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اَلْعَاصِ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ ﷺ قَالَ " أَلَا إِنَّ دِيَةَ اَلْخَطَأِ شِبْهِ اَلْعَمْدِ مَا كَانَ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا مِائَةٌ مِنَ اَلْإِبِلِ ,مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا" أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ ,وَالنَّسَائِيُّ ,وَابْنُ مَاجَهْ ,وَصَحَّحَهُ اِبْنُ حِبَّانَ.

ابو داود، کتاب الدیات، باب فی الخطأ شبه العمد: ۴۵۴۸، الدارقطنی: ۳/ ۱۰۵، النسائی: ۸/ ۴۱، ابن ماجة: ۲۶۲۷، ابن حبان: ۶۰۱۱، البیھقی: ۸/ ۴۴، احمد: ۲/ ۱۶۴، ۱۶۶، الشافعی: ۲/ ۱۰۸، عبدالرزاق: ۱۷۲۱۲

۱۱۸۴: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قتل خطاء اور شبہ عمد کی دیت ایک جیسی ہے، جس کی موت کوڑے اور لاٹھی کی وجہ سے واقع ہوئی ہو اس کی دیت سو اونٹ ہیں، ان میں چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں گی۔" (اسے ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔)

۱۱۸۵: وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ,عَنْ اَلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ" هَذِهِ وَهَذِهِ سَوَاءٌ "يَعْنِي اَلْخُنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ . رَوَاهُ اَلْبُخَارِيُّ وَلِأَبِي دَاوُدَ وَاَلتِّرْمِذِيِّ "دِيَةُ اَلْأَصَابِعِ سَوَاءٌ ,وَالْأَسْنَانُ سَوَاءٌ اَلثَّنِيَّةُ وَالضِّرْسُ سَوَاءٌ " وَلِابْنِ حِبَّانَ " دِيَةُ أَصَابِعِ اَلْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ سَوَاءٌ ,عَشَرَةٌ مِنَ اَلْإِبِلِ لِكُلِّ إِصْبَعٍ "

البخاری، کتاب الدیات، باب دیة الاصابع: ۶۸۹۵، ابو داود: ۴۵۵۸، ابن ماجة: ۲۶۵۲، الترمذی: ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، النسائی: ۸/ ۵۶، ۵۷، احمد: ۱/ ۲۲۷، ۲۸۹، الدارمی: ۲۳۷۰، ابن حبان: ۶۰۱۲-۶۰۱۴

تنبیہ: مطبوعہ ابن حبان میں اس طرح ہیں ؛دیة الیدین والرجلین سواء عشرة من الابل لکل اصبع؛۔

۱۱۸۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ اور یہ برابر ہیں۔" یعنی چھنگلی اور انگوٹھا۔ (اسے بخاری نے بیان کیا

ہے)ابوداؤداور ترمذی میں ہے "تمام انگلیوں کی دیت مساوی ہے، تمام دانتوں کی دیت برابر ہے، سامنے والے دانت اور داڑھ کی دیت برابر ہے۔" ابن حبان میں ہے "ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کی دیت برابر ہے اور ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہیں۔"

لغوی تحقیق: **الاصابع:** یہ اصبع کی جمع ہے، انگلیاں۔ **الاسنان:** یہ سن کی جمع ہے، دانت۔ **الضرس:** اس کی جمع اضراس ہے، داڑھ۔ **الخنصر:** چھنگلی۔ **الابہام:** انگوٹھا۔

فقہی احکام: (۱) دیت میں فرد کا اعتبار ہے، اس کا چھوٹا یا بڑا ہونا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ (۲) انگلیاں ایک خاندان ہیں، دانت اور داڑھیں ایک خاندان ہیں، ایک خاندان کے افراد کو دوسرے خاندان کے افراد پر قیاس کرنا درست نہیں۔

۱۱۸۶: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ,عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ جَدِّهِ رَفَعَهُ قَالَ " مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ يَكُنْ بِالطِّبِّ مَعْرُوفًا فَأَصَابَ نَفْسًا فَمَا دُونَهَا ,فَهُوَ ضَامِنٌ " أَخْرَجَهُ اَلدَّارَقُطْنِيُّ ,وَصَحَّحَهُ اَلْحَاكِمُ ,وَهُوَ عِنْدَ أَبِي دَاوُدَ ,وَالنَّسَائِيِّ وَغَيْرِهِمَا إِلَّا أَنَّ مَنْ أَرْسَلَهُ أَقْوَى مِمَّنْ وَصَلَهُ

ابوداود، کتاب الدیات، باب فیمن تطبب بغیر علم ولایعلم منه طب: ۴۵۸۶، الدارقطنی: ۱۹۶/۳، الحاکم: ۲۱۲/۴، النسائی: ۵۲/۸، ۵۳، ابن ماجة: ۳۴۶۶، البیهقی: ۱۴۱/۸، الاحکام الوسطی: ۶۴/۴، بیان الوهم والایهام: ۲۶۸۳

۱۱۸۶: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص از خود طبیب بن کر کسی کا علاج کرتا ہے جبکہ وہ طب میں مہارت نہیں رکھتا اور وہ (غلط علاج سے) کسی کو ہلاک کر دیتا ہے یا کوئی اور نقصان پہنچا دیتا ہے تو وہ اس کا ضامن ہے۔" (اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح کہا ہے، یہ روایت ابوداؤد اور نسائی وغیرھما میں بھی موجود ہے، ہاں البتہ جن رواۃ نے یہ روایت مرسل بیان کی ہے وہ ان سے قوی ہیں جنہوں نے موصول بیان کی ہے۔)

لغوی تحقیق: **تطبب:** جس نے طب کی باقاعدہ تعلیم حاصل نہ کی ہو لیکن وہ لوگوں کا علاج کرے، یہ معنی باب تفعل کے خواص میں سے ہے۔

تشریح: یہ روایت ولید بن مسلم، ابن جریج، عمرو بن شعیب سے نقل کرتے ہیں اور یہ دونوں مدلس ہیں، بلکہ تدلیس التسویہ بھی کرتے تھے، ولید نے تو ابن جریج سے سماع کی صراحت کی ہے، لیکن ابن جریج نے سماع کی صراحت نہیں کی، لہٰذا فی نفسہٖ تو یہ حدیث ضعیف ہے البتہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے مروی مرسل روایت اس کی شاہد ہے۔

فقہی احکام: (۱) نیم حکیم اگر کسی کی جان ضائع کر دے یا کسی عضو کو مفلوج کر دے تو اس پر دیت کی ادائیگی لازم ہوگی۔ (۲) نیم حکیم چونکہ جھوٹا دعویدار ہوتا ہے اس لیے اس پیشہ سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی ناپاک ہے، کیونکہ وہ لوگوں کا مال باطل طریقے سے حاصل کرتا ہے۔ (۳) اگر طبیب حاذق کے علاج سے کوئی جان ضائع ہو جائے تو اس پر دیت لازم نہیں ہوگی۔ (۴) جعلی ادویات کے استعمال سے اگر کسی کی جان ضائع ہو جائے تو جعلی ادویات تیار کرنے والے پر دیت لازم ہوگی۔

۱۱۸۷: وَعَنْهُ أَنَّ اَلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ "فِي الْمَوَاضِحِ خَمْسٌ ,خَمْسٌ مِنَ اَلْإِبِلِ "رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْأَرْبَعَةُ وَزَادَ أَحْمَدُ "وَالْأَصَابِعُ سَوَاءٌ ,كُلُّهُنَّ عَشْرٌ ,عَشْرٌ مِنَ اَلْإِبِلِ " وَصَحَّحَهُ اِبْنُ خُزَيْمَةَ ,وَابْنُ اَلْجَارُودِ .

ابوداود، کتاب الدیات، باب دیات الاعضاء: ۴۵۶۶، الترمذی: ۱۴۲۲، النسائی: ۵۷/۸، ابن ماجة: ۲۶۵۵، احمد: ۱۷۹/۲، ۱۸۹، ۲۰۷، ۲۱۵، الدارمی: ۲۳۷۲، ابن الجارود: ۷۸۵

۱۱۸۷: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ایسا زخم جس سے ہڈی نظر آئے اس کی دیت پانچ اونٹ ہیں۔"

(اسے احمد اور چاروں نے روایت کیا ہے)اور احمد میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں کہ "تمام انگلیاں مساوی ہیں اور ہر ایک کی دیت دس اونٹ ہیں۔" (اسے ابن خزیمہ اور ابن الجارود نے صحیح کہا ہے۔)

۱۱۸۸: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " عَقْلُ أَهْلِ اَلذِّمَّةِ نِصْفُ عَقْلِ اَلْمُسْلِمِينَ " رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْأَرْبَعَةُ وَلَفْظُ أَبِي دَاوُدَ " دِيَةُ اَلْمُعَاهَدِ نِصْفُ دِيَةِ اَلْحُرِّ "وَلِلنِّسَائِيِّ "عَقْلُ اَلْمَرْأَةِ مِثْلُ عَقْلِ اَلرَّجُلِ حَتَّى يَبْلُغَ اَلثُّلُثَ مِنْ دِيَتِهَا"وَصَحَّحَهُ اِبْنُ خُزَيْمَةَ

ابو داود، کتاب الدیات، باب فی دیة الذمی: ۴۵۸۳، الترمذی: ۱۴۱۳، النسائی: ۸ /۴۴ ، ۴۵، ابن ماجة:۲۶۴۴، احمد: ۲/۱۷۸ ، ۱۸۳ ، ۲۱۵، الاحکام الوسطی: ۴/۶۱، بیان الوہم والایہام: ۱۷۹۰

۱۱۸۸: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"ذمی حضرات وخواتین کی دیت مسلم حضرات وخواتین کی دیت سے نصف ہے۔" (اسے احمد اور چاروں نے بیان کیا ہے)اور ابوداؤد کے الفاظ اس طرح ہیں" معاہد (ذمی) کی دیت آزاد کی دیت سے نصف ہے۔" اور نسائی میں اس طرح ہے"عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر ہے یہاں تک کہ عورت کی دیت تہائی تک پہنچ جائے۔"اسے ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے۔

لغوی تحقیق: **اهـل ذمة** :ایسے کافر جو کفر پر رہتے ہوئے اسلامی ریاست میں سکونت پذیر ہوں اور اسلامی ریاست کے قوانین کا احترام کرتے ہوں۔ **المعاهد**:ایسے کافر جنہیں اسلامی ریاست میں پناہ دی گئی ہو۔**عقل المرأة**:عورت کی دیت۔

تشریح: اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ ذمی کی دیت مسلمان کی دیت سے نصف ہے،جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:" جو دیت مسلمان کی ہے وہی دیت ذمی کی ہے۔" تاہم وہ روایت حضرت عمرو بن شعیب سے مروی روایت سے کمزور ہے کیونکہ اس روایت کا ابوکرز نامی راوی ضعیف ہے۔ابوداؤد کی بیان کردہ روایت محمد بن اسحاق کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے،تاہم محمد بن اسحاق کی متابعت اسامہ بن زید لیثی ،سلیمان بن موسیٰ اور عبدالرحمٰن بن عیاش نے کی ہے۔

اس حدیث سے دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ عورت کے زخموں کی دیت اگر ۳۳ فیصد سے کم ہو تو پھر اس کی دیت مرد کی دیت کے برابر ہوگی۔ مثلاً کسی نے مرد اور عورت کے چھ چھ دانت توڑ دیئے،ایک دانت کی دیت چونکہ پانچ اونٹ ہیں اور چھ دانتوں کی دیت اس حساب سے تیس اونٹ ہوگی اور تیس اونٹ مکمل دیت کے ۳۳ فیصد سے کم ہے لہٰذا صورت مذکورہ میں مرد وزن کی دیت برابر ہوگی اور اگر کسی عورت کی چھ انگلیاں اور مرد کی چار انگلیاں کاٹ دیں تو اس صورت میں عورت کو بطور دیت تیس اونٹ دیئے جائیں گے کیونکہ چھ انگلیوں کی دیت مکمل دیت کے ۳۳ فیصد سے زائد ہے لہٰذا اسے مرد کی دیت سے نصف دیت دی جائے گی۔تاہم یہ روایت دو علتوں کی وجہ سے ضعیف ہے۔(۱)ابن جریج مدلس ہیں اور انہوں نے یہ روایت معنعن بیان کی ہے۔(۲)اسماعیل بن عیاش غیر شامیوں سے روایت کرنے میں ضعیف ہے۔

۱۱۸۹: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ "عَقْلُ شِبْهِ اَلْعَمْدِ مُغَلَّظٌ مِثْلُ عَقْلِ اَلْعَمْدِ ,وَلَا يَقْتَلُ صَاحِبُهُ ,وَذَلِكَ أَنْ يَنْزُوَ اَلشَّيْطَانُ ,فَتَكُونُ دِمَاءٌ بَيْنَ اَلنَّاسِ فِي غَيْرِ ضَغِينَةٍ ,وَلَا حَمْلِ سِلَاحٍ " أَخْرَجَهُ اَلدَّارَقُطْنِيُّ وَضَعَّفَهُ.

الدارقطنی : ۳/۹۵، ابو داود، کتاب الدیات، باب دیات الاعضاء: ۴۵۶۵

تنبیہ: دارقطنی میں یہ روایت نصف اول تک ہے،اس لئے مکمل روایت کو دارقطنی کی طرف منسوب کرنا تسامح ہے۔

۱۱۸۹: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"شبہ قتل کی دیت قتل عمد کی طرح سخت ہے،تاہم قاتل کو قتل نہیں کیا جائے گا،یہ اس لیے کہ شیطان کہیں دخل اندازی کر کے لوگوں کے مابین ایسی خون ریزی شروع نہ کروا دے جس کا آغاز عدم عداوت اور بغیر اسلحہ

کے ہوا تھا" اسے دارقطنی نے بیان کیا ہے اور اسے ضعیف کہا ہے۔

لغوی تحقیق: مغلظ : یہ نرم کا متضاد ہے اور اس سے مراد وہ دیت ہے جس میں چالیس حاملہ اونٹنیاں بھی وصول کی جاتی ہیں۔ینزو : شیطان کود پڑے۔ضغینة: کینہ اور عداوت وغیرہ۔

تشریح: امام دارقطنی نے اس روایت پر ضعف کا حکم علی بن زید بن جدعان نامی راوی کی وجہ سے لگایا ہے لیکن یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ایک دوسرے طریق سے بھی مروی ہے، اس طریق کو ابن حبان اور ابن قطان نے صحیح قرار دیا ہے، اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ قتل شبہ کی دیت اس لیے سخت مقرر کی گئی ہے کہ انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کیا جائے جبکہ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ ایک جرم جس کا ارتکاب کسی عداوت ونفرت کی وجہ سے نہیں ہوا تھا، ایک ایسا قتل جس کا ظہور مسلح جدو جہد کا نتیجہ نہیں تھا وہ مسلح جدو جہد کی شکل اختیار کرے اور خون ریزی کا نہ رکنے والا سیلاب شروع ہو جائے۔

۱۱۹۰: **عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَتَلَ رَجُلٌ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ رسول الله ﷺ فَجَعَلَ اَلنَّبِيُّ ﷺ دِيَتَهُ اِثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا. رَوَاهُ اَلْأَرْبَعَةُ ,وَرَجَّحَ النَّسَائِيُّ وَأَبُو حَاتِمٍ إِرْسَالَهُ.**

ابوداود، کتاب الدیات، باب الدیة کم هی: ۴۵۴۶، الترمذی: ۱۳۸۸، النسائی: ۴۴/۸، ابن ماجة: ۲۶۲۹

۱۱۹۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عہد رسالت مآب ﷺ میں ایک شخص نے ایک آدمی کو قتل کر دیا، آپ ﷺ نے اس کی دیت بارہ ہزار مقرر فرمائی۔(اسے چاروں نے بیان کیا، امام نسائی اور امام ابوحاتم نے اس کے مرسل ہونے کو راجح کہا ہے۔)

تشریح: بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ دیت کی ادائیگی پانچ قسم کی اشیاء سے کی جا سکتی ہے ۔(۱) اونٹ۔(۲) گائے۔(۳) بکری۔(۴) سونا۔(۵) چاندی۔

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ دیت کی اصل تو اونٹ ہیں اور باقی اشیا اس کا بدل ہیں، یہی قول راجح ہے۔اگر دیت چاندی کی صورت میں ادا کرنا ہو تو پھر بارہ ہزار درہم یا ان کی مالیت کی چاندی دینا ہوگی۔عصری پیمانوں سے بارہ ہزار درہم کا وزن تقریباً چوالیس کلوگرام بنتا ہے۔

فقہی احکام: دیت میں مطلوب اونٹوں کی قیمت لگا کر سکہ رائج الوقت بھی اس مقدار میں دیا جا سکتا ہے۔

۱۱۹۱: **وَعَنْ أَبِي رِمْثَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَيْتُ اَلنَّبِيَّ ﷺ وَمَعِي اِبْنِي فَقَالَ "مَنْ هَذَا؟" قُلْتُ اِبْنِي أَشْهَدُ بِهِ قَالَ "أَمَا إِنَّهُ لَا يَجْنِي عَلَيْكَ ,وَلَا تَجْنِي عَلَيْهِ" رَوَاهُ النَّسَائِيُّ ,وَأَبُو دَاوُدَ ,وَصَحَّحَهُ اِبْنُ خُزَيْمَةَ ,وَابْنُ اَلْجَارُودِ.**

ابوداود، کتاب الدیات، باب لایؤخذ احد بجریرة اخیه او ابیه: ۴۴۹۵، الترمذی فی الشمائل: ۴۵، النسائی: ۵۳/۸، احمد: ۱۶۳/۴، الدارمی: ۲۳۸۸، ۲۳۸۹، ابن الجارود: ۷۷۰، الحاکم: ۴۲۵/۲، البیهقی: ۲۷/۸

تنبیہ: اس روایت کے نقل کرنے میں مؤلفؒ سے تسامح ہوا ہے، کیونکہ تمام مصادر میں عن ابی رمثه قال انطلقت معی ابی ہے جبکہ مؤلف نے اتیت و معی ابنی نقل کیا ہے۔

۱۱۹۱: حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے ہمراہ میرا بیٹا بھی تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کون ہے؟" میں نے عرض کیا، یہ میرا بیٹا ہے اور میں اس کی شہادت دیتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تیرے جرائم کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور نہ تم اس کے جرائم کے ذمہ دار ہو۔" (اسے نسائی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے، ابن خزیمہ اور ابن جارود نے صحیح کہا ہے۔)

فقہی احکام: ایک کے جرم کی سزا دوسرے کو نہیں دی جا سکتی۔

۳۔ بَابُ دَعْوَى الدَّمِ وَالْقَسَامَةِ دعویٰ خون اور قسم کا بیان

۱۱۹۲: عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ ,عَنْ رِجَالٍ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ ,أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَهْلٍ ومُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ ,فَأُتِيَ مَحَيِّصَةُ فَأُخْبِرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ ,وَطُرِحَ فِي عَيْنٍ ,فَأَتَى يَهُودَ ,فَقَالَ أَنْتُمْ وَاللَّهِ قَتَلْتُمُوهُ قَالُوا وَاللَّهِ مَا قَتَلْنَاهُ ,فَأَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ ,فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ ,فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "كَبِّرْ كَبِّرْ" يُرِيدُ السِّنَّ ,فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ,ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ, فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "إِمَّا أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ ,وَإِمَّا أَنْ يَأْذَنُوا بِحَرْبٍ" فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ فِي ذَلِكَ]كِتَابًا[فَكَتَبُوا إِنَّا وَاللَّهِ مَا قَتَلْنَاهُ ,فَقَالَ لِحُوَيِّصَةَ ,وَمُحَيِّصَةَ ,وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَهْلٍ "أَتَحْلِفُونَ ,وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ؟ "قَالُوا لَا قَالَ "فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ؟" قَالُوا لَيْسُوا مُسْلِمِينَ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ ,فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مِائَةَ نَاقَةٍ قَالَ سَهْلٌ فَلَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

البخاری، کتاب الدیات، باب القسامة: ۶۸۹۸، مسلم: ۱۶۶۹، ابوداود: ۴۵۲۰، ۴۵۲۱، الترمذی: ۱۴۵۶، النسائی: ۶،۵/۸، ابن ماجة: ۲۶۷۷، مالک: ۲ /۸۷۷، احمد: ۴ /۱۴۲، الدارمی: ۲۳۵۳، ابن الجارود: ۷۹۹، الدارقطنی: ۱۰۹/۳، ابن حبان: ۶۰۰۹، الطبرانی: ۴۴۲۸، الشافعی: ۱۱۳/۲، ۱۱۴، عبدالرزاق: ۱۸۲۵۸، الحمیدی: ۴۰۳، ابن ابی شیبة: ۲۸۳/۹

۱۱۹۲: حضرت سہل بن ابی حثمہ اپنی قوم کے معمر حضرات سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے اپنی فاقہ کشی کی وجہ سے خیبر کا رُخ کیا، حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر اطلاع دی کہ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے ایک چشمہ میں پھینک دیا گیا ہے، وہ یہود کے پاس گئے اور ان سے کہا، اللہ کی قسم! تم نے اسے قتل کیا ہے، انہوں نے کہا، اللہ کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ چنانچہ محیصہ، ان کے بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ واپس آ گئے، محیصہ رضی اللہ عنہ نے گفتگو کا آغاز کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "بڑے کو بات کرنے کا موقع دو، بڑے کو بات کرنے کا موقع دو۔" بڑے سے آپ ﷺ کی مراد وہ تھے جو عمر میں بڑے تھے۔ چنانچہ حضرت حویصہ رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی، پھر محیصہ نے گفتگو کی، آپ ﷺ نے فرمایا: "یا تو وہ لوگ تمہارے بھائی کی دیت ادا کریں گے یا وہ اعلان جنگ کریں گے۔" پھر آپ ﷺ نے یہی کچھ لکھ کر ان کی طرف ارسال کر دیا، انہوں نے جواباً لکھا، اللہ کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا، آپ ﷺ نے حویصہ، محیصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل سے فرمایا: "کیا تم حلف دیتے ہو کہ تم اپنے ساتھی کے خون کے مستحق ہو؟" انہوں نے عرض کیا، نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر یہود تمہیں حلف دے دیتے ہیں؟" انہوں نے عرض کیا، وہ تو مسلمان نہیں۔ آپ ﷺ نے اس کی دیت اپنی طرف سے ادا فرما دی اور ان کی طرف سو اونٹنیاں بھیج دیں۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان میں سے ایک سرخ رنگ کی اونٹنی نے مجھے ٹانگ مار دی۔ (بخاری و مسلم)

لغوی تحقیق: القسامة: قاف مفتوح اور سین مخفف، یہ باب افعال سے مصدر ثانی ہے۔ یعنی پہلا مصدر اقسام اور دوسرا قسامۃ ہے۔ اس کے لغوی معنیٰ قسم کے ہیں اور مصدر ہونے کی وجہ سے اس میں مبالغہ بھی پایا جاتا ہے۔ محیصة: میم مضموم، حاء مفتوح اور یاء مشدد مکسور۔ جهد: جیم مفتوح اور ہاء ساکن، مشقت۔ حویصة: حاء مضموم، واؤ مفتوح اور یاء مشدد مکسور۔ کبر کبر: یہ تکرار تاکید اور مبالغہ کیلئے ہے، بڑے کو گفتگو کرنے دو۔ رکضتنی: اس نے مجھے ٹانگ مار دی۔

تشریح: مقتول کے ورثاء یا مدعی کو حلف دینے کا حق اول وقت دیا جائے گا، جب انہیں قاتل کے بارے میں یقینی علم نہ ہو مگر بعض قرائن قاتل کی نشاندہی میں ممد و معاون ہوں مثلاً مقتول اور قاتل کے مابین دیرینہ دشمنی ہو، مقتول کا سامان کسی کے پاس پایا گیا ہو، مقتول کی لاش ان کی حویلی یا

ان کی گلی وغیرہ سے برآمد ہوئی ہو، ایسے قرائن کی بنیاد پر مدعی سے کہا جائے گا کہ ان میں سے پچاس لوگ حلف دیں کہ ان کا قاتل یہی ہے، اگر وہ قسم دیدیں تو انہیں دیت دلوائی جائے گی بصورت دیگر مشکوک قاتل پچاس آدمیوں کا حلف دے گا۔

فقہی احکام: (۱) قتل کا یقینی علم نہ ہونے کی صورت میں مدعی سے اس وقت پچاس حلف لیے جائیں جب وہ قرائن پیش کر دے۔ (۲) مدعی قرائن تو پیش کر دے مگر حلف نہ دے تو ایسی صورت میں مدعا علیہ پچاس حلف دے گا۔ (۳) جس کے بارے میں یقینی علم ہو کہ یہ آدمی جھوٹا حلف دے سکتا ہے، اگر اس پر حلف دینا لازم آئے تو اس سے حلف لے کر اسے بری کر دیا جائے گا، ایسی صورت میں مقتول کے ورثاء کو بیت المال سے دیت دی جائے گی۔ (۴) بات کرنے کا موقع بڑے کو دیا جائے بشرطیکہ وہ احمق نہ ہو۔ (۵) حدود کا مطالبہ وکیل کے ذریعہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

۱۱۹۳: وَعَـنْ رَجُـلٍ مِنْ اَلْأَنْصَارِ أَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ ﷺ أَقَرَّ اَلْقَسَامَةَ عَلَى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ فِي اَلْجَاهِلِيَّةِ ,وَقَضَى بِهَا رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ بَيْنَ نَاسٍ مِنَ اَلْأَنْصَارِ فِي قَتِيلٍ اِدَّعَوْهُ عَلَى اَلْيَهُودِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مسلم، کتاب القسامة و المحاربين والقصاص والديات، باب القسامة: ۱۶۷۰، النسائی: ۴/۸، ۵، احمد: ۶۲/۴، ابن الجارود: ۷۹۷

۱۱۹۳: ایک انصاری صحابی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عہد جاہلیت میں رائج قسامة کو برقرار رکھا، آپ ﷺ نے یہ فیصلہ چند انصاری صحابہ کے بارے میں فرمایا جب انہوں نے اپنے ایک آدمی کے قتل کا الزام یہودیوں پر عائد کیا۔ (اسے مسلم نے بیان کیا ہے)۔

تشریح: عہد جاہلیت کے جو ضابطے فطرت اور انصاف کے تقاضوں سے ہم آہنگ تھے رحمت عالم ﷺ نے انہیں برقرار رکھا اور جو فطرت اور امن کے تقاضوں سے متصادم تھے ان پر خط تنسیخ کھینچ دیا۔ زیر مطالعہ حدیث میں جس ضابطہ کو برقرار رکھنے کا ذکر ہے، یہ ضابطہ بھی فطرت اور امن کے تقاضوں سے ہم اہنگ ہے، اس لیے اسے برقرار رکھا گیا۔

۴۔ بَابُ قِتَالِ أَهْلِ الْبَغْيِ باغی لوگوں کے ساتھ لڑائی کرنے کا بیان

۱۱۹۴: عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رِضَيَ اَللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا اَلسِّلاحَ ,فَلَيْسَ مِنَّا " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

البخاری، کتاب الديات، باب قول الله تعالیٰ ﴿ومن احياها......﴾: ۶۸۷۴، مسلم: ۹۸، النسائی: ۱۱۷/۷، ۱۱۸، ابن ماجة: ۲۵۷۶، احمد: ۳/۲، ۵۳، ابن حبان: ۴۵۸۸ ـ ۴۵۹۰، الطبرانی: ۲۲۴۲، البيهقی: ۲۰/۸، المعجم الاوسط: ۵۸۳۵

۱۱۹۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہمارے خلاف مسلح جدوجہد کی وہ ہم میں سے نہیں۔" (بخاری ومسلم)

لغوی تحقیق: القتال: یہ باب مفاعلہ سے دوسرا مصدر ہے، قتال کرنا۔ البغی: باء مفتوح اور غین ساکن، حق سے پھر جانا، یہاں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کے اتفاق واتحاد میں نقب زنی کر کے ان کے امیر کے خلاف بغاوت کر دیتے ہیں اور ان کے خلاف مسلح جدوجہد شروع کر دیتے ہیں۔

تشریح: یہ حدیث آپ ﷺ سے حضرت ابوموسیٰ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم بھی روایت کرتے ہیں۔

فقہی احکام: (۱) جو لوگ اطاعت امیر سے خارج ہو جائیں، انہیں مسلمانوں کی جماعت میں دوبارہ شامل ہونے کی دعوت دی جائے اگر وہ اپنی اس ناپاک حرکت سے باز نہ آئیں تو انہیں طاقت کے زور سے کچل دیا جائے۔ (۲) مسلمانوں کے خلاف مسلح جدوجہد کرنا حرام ہے اور جو ایسا کرتا ہے وہ اسلام سے خارج ہے۔ (۳) اگر وہ توبہ کر لے تو اسے معافی دی جائے۔ (۴) خلیفہ جب تک نماز خمسہ کا پابند رہے اس وقت تک اس کے

خلاف بغاوت جائز نہیں۔

۱۱۹۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ " مَنْ خَرَجَ عَنَ الطَّاعَةِ ,وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ ,وَمَاتَ ,فَمِيتَتُهُ مِيتَةٌ جَاهِلِيَّةٌ " أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ.

مسلم، کتاب الامارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين: ۱۸۴۸، النسائی: ۷ /۱۲۳، ابن ماجة: ۳۹۴۸، احمد: ۲۹۶/۲، ابن حبان: ۴۵۸۰، البیهقی: ۱۵۶/۸

۱۱۹۵: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمانوں کے امیر کی اطاعت سے منحرف ہوکر مسلمانوں سے الگ ہو گیا اور وہ اس دوران مرگیا تو اس کی موت جاہلیت پر ہوگی۔ (مسلم)

تشریح: زیر مطالعہ حدیث میں جس امیر کی اطاعت سے منحرف ہونے کو قبیح قرار دیا گیا ہے، اس سے مراد وہ امیر ہے جسے مسلمانوں نے دینی اور دنیاوی ضابطے نافذ کرنے کا اختیار دیا ہو، چنانچہ اس حدیث کو کسی تنظیم کے امیر پر منطبق کرنا اسی طرح قبیح فعل ہے جس طرح شرعی امیر کی اطاعت سے منحرف ہونا قبیح فعل ہے۔

فقہی احکام: (۱) امیر سے اگر کوئی کبیرہ گناہ سرزد ہو جائے تو اسے بنیاد بنا کر اس کی اطاعت سے منحرف ہونا جائز نہیں۔ (۲) امیر کی اطاعت سے منحرف ہونا فقط اسی صورت میں درست ہے جب وہ صریح کفر والحاد کا مرتکب ہو یا نماز پنجگانہ کا تارک ہو۔

۱۱۹۶: وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ؓ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ " تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ "رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مسلم، کتاب الفتن، باب لاتقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل: ۲۹۱۶، احمد: ۲۸۹/۶، ابن حبان: ۶۷۳۶، اتحاف الخيرة: ۷۱۷۹

۱۱۹۶: حضرت ام سلمہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔"

لغوی تحقیق: الفئة: یہ عدۃ کے وزن پر ہے، اس میں گول تاء، یاء کے عوض لائی گئی ہے کیونکہ اس کی اصل فِأیٌ ہے اور جمع فِآت، ہے اس کا عموما اطلاق اس تازہ دم دستہ پر ہوتا ہے جو لشکر کے پیچھے رہتا ہے اور ہزیمت کے وقت لشکر جس کے پاس جا کر پناہ لیتا ہے۔ الباغية: اس کے لغوی معنی ظلم وتعدی کے بھی ہیں اور تلاش کرنے کے بھی۔

تشریح: نبی مکرم ﷺ نے یہ پیشین گوئی اس وقت فرمائی تھی جب مسجد نبوی کی تعمیر جاری تھی، زیادہ تر صحابہ ایک ایک پتھر اٹھا کر لا رہے تھے جبکہ عمار بن یاسر ؓ دو دو پتھر اٹھا کر لا رہے تھے۔ آپ ﷺ کی یہ پیشین گوئی اس وقت پوری ہوئی جب قاتلین عثمان نے اپنی ناپاک سازشوں کے ذریعے صحابہ کو ایک دوسرے کے سامنے کھڑا کر دیا اور صلح کی ہر کوشش کو سبوتاژ کر دیا، اس باغی گروہ نے دونوں صفوں میں گھس کر رات کی تاریکی میں تیر برسانے شروع کر دیئے جس کے نتیجہ میں متعدد جلیل القدر صحابہ شہید ہوئے، اس لڑائی میں شہید ہونے والوں میں حضرت عمار بن یاسر ؓ بھی شامل تھے۔ یہ لڑائی اسلامی تاریخ کا ایک سیاہ باب ہے جیسا کہ حضرت حسن ؓ سے مروی ہے کہ حضرت علی ؓ جنگ جمل کے روز فرما رہے تھے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں اس واقعہ کے رونما ہونے سے کئی سال پہلے فوت ہو چکا ہوتا۔ امام بوصیری نے حضرت حسن ؓ سے مروی اس روایت کے جملہ رواۃ کو ثقہ قرار دیا ہے۔

۱۱۹۷: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ " هَلْ تَدْرِي يَا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ ,كَيْفَ حُكْمُ اللَّهِ فِيمَنْ بَغَى مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ؟ " قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ "لَا يُجْهَزُ عَلَى جَرِيحِهَا ,وَلَا يُقْتَلُ أَسِيرُهَا ,وَلَا يُطْلَبُ هَارِبُهَا ,وَلَا يُقْسَمُ فَيْئُهَا " رَوَاهُ الْبَزَّارُ و الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ فَوَهِمَ; فَإِنَّ فِي إِسْنَادِهِ كَوْثَرَ بْنَ حَكِيمٍ ,وَهُوَ مَتْرُوكٌ.

البزار: ۱۸۴۹، الحاکم: ۱۵۵/۲، البیهقی: ۱۸۲/۸، الکامل لابن عدی: ۸/۶ـ۷

۱۱۹۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے ام عبد کے لخت جگر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس گروہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کیا فرمان ہے جو اس امت میں ہونے کے باوجود بغاوت کرتا ہے؟" انہوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے زخمیوں کو قتل کرنے میں جلد بازی نہ کی جائے اور نہ اس کے قیدیوں کو قتل کیا جائے، نہ بھاگنے والے کا تعاقب کیا جائے اور نہ اس کا مال تقسیم کیا جائے۔" (اسے البزار اور حاکم نے بیان کیا ہے، اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے، اس روایت پر صحت کا حکم لگانے میں انہیں وہم ہوا ہے کیونکہ اس کی سند میں کوثر بن حکیم نامی راوی متروک ہے۔)

لغوی تحقیق: **ابن ام عبد**: اس سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ہیں۔ **لا یجهز**: قتل کرنے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔

هاربها: لڑائی کے میدان سے بھاگنے والا۔

تشریح: مؤلف رحمہ اللہ اس روایت کو تلخیص میں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حاکم نے اس روایت پر سکوت فرمایا ہے، جبکہ بلوغ المرام میں فرماتے ہیں کہ امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور اس روایت کو صحیح کہنا امام حاکم کا وہم ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ خود مؤلف رحمہ اللہ کو وہم ہوا ہے کیونکہ حاکم نے اس روایت پر صحت کا حکم نہیں لگایا۔

۱۱۹۸: وَصَحَّ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ مِنْ طُرُقٍ نَحْوُهُ مَوْقُوفًا أَخْرَجَهُ اِبْنُ أَبِي شَيْبَةَ ,وَالْحَاكِمُ .

ابن ابی شیبة: ۲۶۳/۵، الحاکم: ۱۵۵/۲، البیهقی: ۱۸۱/۸

۱۱۹۸: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی مفہوم کی موقوف صحیح روایت متعدد طرق سے منقول ہے۔ (اسے ابن ابی شیبہ اور حاکم نے روایت کیا ہے۔)

۱۱۹۹: وَعَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ شُرَيْحٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اَللَّهِ ﷺ يَقُولُ "مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيعٌ ,يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ ,فَاقْتُلُوهُ" أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ.

مسلم: کتاب الامارة، باب حکم من فرق امر المسلمین......: ۱۸۵۲، ابو داود: ۴۷۶۲، النسائی: ۹۲/۷، ۹۳، احمد: ۲۶۱/۴، ابن حبان: ۴۵۷۷، الحاکم: ۱۵۶/۲، عبدالرزاق: ۲۰۷۱۴، الطبرانی: ۳۵۴/۱۷ـ۳۶۷

۱۱۹۹: حضرت عرفجہ بن شریح رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "تم اتحاد و اتفاق سے رہ رہے ہو، اس دوران ایک شخص آئے اور وہ تم میں افتراق و انتشار کا خواہشمند ہو تو ایسے شخص کو قتل کر دو۔" (مسلم)

تشریح: حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت متعدد طرق سے منقول ہے، نیز چند دیگر روایات بھی اس کی مؤید ہیں۔

فقہی احکام: امت مسلمہ کے شیرازہ کو بکھیرنا نہایت قبیح جرم ہے اور اس جرم کا ارتکاب کرنے والے کی سزا زندگی سے محرومی ہے۔

۵۔ بَابُ قِتَالِ الْجَانِي وَقَتْلِ الْمُرْتَدِّ جسمانی نقصان پہنچانے والے سے لڑنے اور مرتد کو قتل کرنے کا بیان

۱۲۰۰: عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ "رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ,وَالنَّسَائِيُّ, وَاَلتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ابو داود، کتاب السنة، باب فی قتال اللصوص: ۴۷۷۱، الترمذی: ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، النسائی: ۷/۱۱۵، احمد: ۱/۱۸۸، ۲/۱۹۳، ابن ماجة: ۲۵۸۰، ۲۵۸۱، البخاری: ۲۴۸۰، ابن حبان: ۳۱۹۴، ۳۱۹۵، المعجم الاوسط: ۱۴۲۲، ۱۶۵۲، ۳۱۹۱، ۳۱۹۴، ۳۱۹۵، ۶۹۲۶، ۸۰۶۵، ۸۵۴۱، ۸۶۹۵

تنبیہ: (۱) بلوغ المرام کے بعض مطبوعہ نسخوں میں اس حدیث کے راوی کا نام عبداللہ بن عمرو اور بعض میں عبداللہ بن عمر مذکور ہے۔ یہ حدیث تو ان الفاظ کے ساتھ مذکورہ دونوں صحابہ سے منقول ہے، لیکن جن مصادر کی طرف مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو منسوب کیا ہے، ان میں یہ روایت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے۔ (۲) یہ حدیث ان لفاظ کے ساتھ صحیح بخاری میں بھی مذکور ہے، معلوم نہیں کہ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کو چھوڑ کر دیگر مصادر کی طرف اس روایت کو کیوں منسوب کیا ہے؟

۱۲۰۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمان اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے۔" (اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے صحیح کہا ہے۔)

لغوی تحقیق: **الجانی**: اس کے لغوی معنی جان و مال اور عزت و آبرو کو نقصان پہنچانے کے ہیں۔ **المرتد**: اس کے لغوی معنی لوٹنے کے ہیں اور اصطلاحی معنی اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کر لینے کے ہیں۔ **دون ماله**: اپنے مال کا دفاع کرتے ہوئے۔

تشریح: ارتداد کی متعدد صورتیں ہیں مثلاً (۱) ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی ولی یا نبی، شجر و حجر یا شمس و قمر، مٹی یا پتھر یا لکڑی وغیرہ کے مجسموں کو شریک ٹھہرانا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی الوہیت و ربوبیت کا انکار کر دینا۔ (۳) اللہ تعالیٰ کو صاحب اولاد کہنا یا سمجھنا، آسمانی کتابوں میں سے کسی ایک یا سب کا انکار کر دینا۔ (۴) کسی ایک یا تمام انبیاء و رسل کا انکار کر دینا۔ (۵) اللہ تعالیٰ یا اس کے رسولوں کی گستاخی کرنا۔ (۶) اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیا کو حلال قرار دینا۔

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے علاوہ حضرت سعید بن زید، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عامر، حضرت انس، حضرت بریدہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مفصل ہے۔

فقہی احکام: (۱) اپنے مال وجان کی حفاظت کیلئے اولاً دفاعی پوزیشن اختیار کرنا چاہیے، جب معاملہ حد سے بڑھنے لگے تو پھر قتال کرنا بھی درست ہے۔ (۲) اگر کوئی شخص اپنے مال کا دفاع کرتے ہوئے حملہ آور کو قتل کر دے تو اس پر نہ تو ضمان لازم ہوگی اور نہ وہ گنہگار ہوگا۔ (۳) اگر وہ خود مارا جائے تو شہید ہوگا اور قاتل پر قصاص لازم ہوگا۔

۱۲۰۱: **وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَاتَلَ يَعْلَى بْنُ أُمَيَّةَ رَجُلًا ,فَعَضَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فَمِهِ ,فَنَزَعَ ثَنِيَّتَهُ, فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ" أَيَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ؟ لَا دِيَةَ لَهُ"مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ,وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ.**

البخاری، کتاب الدیات، باب اذا عض رجلاً فوقعت ثنایاہ: ۶۸۹۲، مسلم: ۱۶۷۳، الترمذی: ۱۴۱۹، النسائی: ۸/۲۸، ابن ماجة: ۲۶۵۷، احمد: ۴/۴۲۷، الدارمی: ۲۳۷۶، ابن حبان: ۵۹۹۸، ۵۹۹۹

۱۲۰۱: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یعلی بن امیہ نے ایک آدمی سے لڑائی کی، ایک نے دوسرے کو دانتوں سے کاٹ کھایا، دوسرے نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو اس کا سامنے والا دانت ٹوٹ گیا، دونوں اپنا قضیہ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم ایک دوسرے کو اس طرح کاٹ کھاتے ہو جس طرح اونٹ کاٹتا ہے؟ اس طرح کے معاملہ کی کوئی دیت نہیں۔" بخاری و مسلم، مذکورہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

لغوی تحقیق: **الثنية**: سامنے کے چار دانتوں میں سے کوئی ایک۔ **الفحل**: فاء مفتوح اور حاء ساکن، نر جانور، لیکن یہاں اس سے مراد اونٹ ہے

تشریح: حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ اوران کے ملازم کے مابین تنازع ہوگیا،حضرت یعلی رضی اللہ عنہ نے اسے دانتوں سے کاٹ لیا، ملازم نے جب اپنا ہاتھ پوری قوت سے کھینچا تو حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کا دانت ٹوٹ گیا۔

فقہی احکام: (۱) کسی کودانت سے کاٹ کھانا جرم ہے(۲) مظلوم اپنا دفاع کرتے ہوئے ظالم کا نقصان کردے تو مظلوم پر دیت لازم نہ ہوگی۔

۱۲۰۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ " لَوْ أَنَّ امْرَأً اِطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ ,فَحَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ ,فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ ,لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي لَفْظٍ لِأَحْمَدَ ,وَالنَّسَائِيِّ ,وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ" فَلا دِيَةَ لَهُ وَلَا قِصَاصَ "

البخاری، کتاب الدیات، باب من اطلع فی بیت قوم ففقأوا عینه فلادیة له: ۶۹۰۲، مسلم: ۲۱۵۸، ابو داود: ۵۱۷۲، النسائی: ۶۱/۸، احمد: ۲۴۳/۲، ابن حبان: ۶۰۰۴، ابن الجارود: ۷۹۰، البیهقی: ۳۳۸/۸، شرح مشکل الآثار: ۴۰۵/۱

۱۲۰۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا:"اگر کوئی آدمی تیری اجازت کے بغیر تیرے گھر میں نگاہ ڈال دے اور تو اسے کنکری مار کراس کی آنکھ پھوڑ دے تو تجھ پر کچھ گناہ نہیں۔" (بخاری ومسلم)

اوراحمد،نسائی اورابن حبان کے الفاظ اس طرح ہیں "اس کیلئے نہ تو دیت ہے اور نہ قصاص۔"

لغوی تحقیق: اطلع: جھانک لیا۔ فحذفته: تو نے اسے کنکری ماردی۔ ففقأت عینه: تو نے اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ جناح: جیم مضموم، گناہ۔

فقہی احکام: (۱) کسی کے گھر میں جھانکنا ممنوع ہے،خواہ وہ دروازے کے سوراخ سے یا بلند مقام سے جھانکا جائے۔(۲) جو کسی کے گھر میں بلا اجازت عمداً نگاہ ڈالتا ہے وہ تقدس عین پامال کر لیتا ہے۔(۳) اگر کوئی کسی کے گھر میں اس کی اجازت سے داخل ہوتا ہے اوراس کی نگاہ اچانک اس کے اہل خانہ پر پڑ جاتی ہے تو کوئی حرج نہیں۔(۴) بلا اجازت جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑی جاسکتی ہے اوراسے کوئی بھی نقصان پہنچایا جاسکتا ہے۔(۵) جو شخص جس محلّہ میں رہتا ہے وہ اس محلّہ کے مکانات سے اپنا مکان اونچا نہ بنائے۔(۶) اگر بنانا چاہتا ہے تو پڑوسیوں کے پردہ کا خیال رکھے۔

۱۲۰۳: وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّ حِفْظَ الْحَوَائِطِ بِالنَّهَارِ عَلَى أَهْلِهَا ,وَأَنَّ حِفْظَ الْمَاشِيَةِ بِاللَّيْلِ عَلَى أَهْلِهَا ,وَأَنَّ عَلَى أَهْلِ الْمَاشِيَةِ مَا أَصَابَتْ مَاشِيَتُهُمْ بِاللَّيْلِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَالْأَرْبَعَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ , وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَفِي إِسْنَادِهِ اخْتِلَافٌ.

ابو داود، کتاب الاجازة،باب المواشی تفسد زرع قوم: ۳۵۶۹، ۳۵۷۰،النسائی فی الکبریٰ: ۴۱۱/۳، ۴۱۲،ابن ماجة: ۲۳۳۲، احمد: ۲۹۵/۴، ابن الجارود: ۷۹۶، ابن حبان: ۶۰۰۸، الحاکم: ۴۷/۲، ۴۸، عبدالرزاق: ۱۸۴۳۷، الجوهر النقی: ۳۴۲/۸، الدارقطنی: ۱۵۵/۳، الشافعی: ۱۰۷/۲، المؤطا: ۷۴۷/۲

۱۲۰۳: حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا، دن کے وقت باغات کی حفاظت کرنا باغ کے مالک کی ذمہ داری ہے، رات کے وقت جانوروں کی حفاظت کرنا ان کے مالک کی ذمہ داری ہے،رات کے وقت مویشی جس قدر کسی کا نقصان کریں گے،اس کے مطابق مالکان مویشی کو تاوان ادا کرنا ہوگا۔اسے احمد اور چاروں میں سے ترمذی نے بیان نہیں کیا اورابن حبان نے صحیح کہا ہے،لیکن اسکی سند مختلف فیہ ہے

لغوی تحقیق: الحوائط: یہ حائط کی جمع ہے،ایسے باغات جن کے چاروں اطراف دیوار بنائی گئی ہو۔ الماشیة: بھیڑ،بکری،اونٹ،گائے اور بھینس وغیرہ لیکن اس کا اکثر استعمال بکریوں پر ہوتا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ دن کے وقت باغات کی حفاظت مالکان کی ذمہ داری ہے،اس کی علت شاید یہ ہو کہ دن کے وقت

باغات کے مالکان یا باغبان اپنے باغات میں موجود ہوتے ہیں اور انہیں بھی معلوم ہوتا ہے کہ دن کے اوقات میں مویشی چرنے کیلئے باہر نکلتے ہیں لہٰذا وہ اپنے باغات کی حفاظت کا مناسب انتظام کریں۔ رات کے وقت باغات کے مالکان یا باغبان سو جاتے ہیں جبکہ مویشی اپنے ٹھکانوں میں واپس آجاتے ہیں، اب جو بھی اس معمول کی خلاف ورزی کرے گا وہی نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔

اس روایت کی سند کے مختلف فیہ ہونے کی علت یہ ہے کہ اس روایت کے مرکزی راوی امام زہری ہیں موصوف یہ روایت حرام بن سعد بن محیصہ کے طریق سے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اور حرام بن سعد بن محیصہ کا حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں، علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ یہ روایت اگرچہ مرسل ہے تاہم یہ مشہور ہے اور نامور ائمہ نے اسے روایت کیا ہے، اور قبول کیا ہے۔

امام عبدالرزاق نے معمر عن الزہری کے طریق سے جو روایت نقل کی ہے، اس میں حرام بن سعد یہ روایت اپنے والد کے توسط سے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ یہ روایت وھب اور ابو مسعود جب معمر سے نقل کرتے ہیں تو وہ حرام بن سعد اور حضرت براء رضی اللہ عنہ کے مابین سعد کا واسطہ نقل نہیں کرتے، اسی طرح ایوب بن سوید اور محمد بن کثیر بھی عن ابیہ کا واسطہ نقل نہیں کرتے۔ تاہم اس روایت کو اہل حجاز اور اہل عراق نے قبول کیا ہے۔

تنبیہ: حرام بن محیصہ کا مکمل نام حرام بن سعد بن محیصہ ہے، موصوف کو ان کے دادا کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے۔

فقہی احکام: (۱) مویشی اگر دن کے وقت فصل کا نقصان کر دیں تو مویشیوں کے مالک پر ضمان لازم نہیں آئے گا، بشرطیکہ مویشیوں کے مالکان نے عمداً ایسا نہ کیا ہو۔ (۲) رات کے وقت اگر مویشی نقصان کریں گے تو مویشیوں کے مالکان کے ذمہ تاوان لازم ہوگا۔

۱۲۰۴: **وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ فِي رَجُلٍ أَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ لَا أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ ,قَضَاءُ اَللَّهِ وَرَسُولِهِ ,فَأُمِرَ بِهِ ,فَقُتِلَ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِأَبِي دَاوُدَ، وَكَانَ قَدْ اُسْتُتِيبَ قَبْلَ ذَلِكَ.**

البخاری، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين و قتالهم، باب حكم المرتد و المرتدة و استتابتهم: ۶۹۲۳، مسلم: ۱۷۳۳، ابو داود: ۴۳۵۴ - ۴۳۵۶، احمد: ۱۹۶۸۶

۱۲۰۴: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں جو پہلے اسلام لے آیا پھر یہودی ہو گیا، مروی ہے کہ میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اسے قتل نہیں کر دیا جاتا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فیصلہ ہے۔ چنانچہ اسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔ (بخاری و مسلم) ابوداؤد میں مروی روایت میں ہے کہ اسے قتل کرنے سے پہلے توبہ کرنے کا مشورہ دیا گیا تھا۔

لغوی تحقیق: تھود: اس نے اسلام چھوڑ کر یہودی مذہب قبول کر لیا۔

تشریح: مفصل روایت اس طرح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا، بعد میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی یمن روانہ کر دیا گیا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جب پہنچے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی بندھا ہوا تھا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر انہیں بتایا گیا کہ اس نے اسلام ترک کر کے یہودیت کو اختیار کر لیا ہے، اس موقع پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے درج بالا فرمان جاری فرمایا۔

فقہی احکام: مرتد کو سزائے موت سے قبل توبہ کرنے کا مشورہ دیا جائے، اگر توبہ کر لے تو اسے چھوڑ دیا جائے بصورت دیگر اسے قتل کر دیا جائے۔

۱۲۰۵: **وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم "مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ "رَوَاهُ اَلْبُخَارِيُّ.**

البخاری، کتاب استتابة المرتدين و المعاندين و قتالهم، باب حكم المرتد و استتابتهم: ۶۹۲۲، ابو داود: ۴۳۵۱، الترمذی: ۱۴۹۹،

النسائی: ۱۰۴/۸ ، ۱۰۵، ابن ماجة: ۲۵۳۵، احمد: ۱۸۷۱، ۲۹۶۸، ابن حبان: ۴۴۷۵، ۵۶۰۶، الد ارقطنی : ۱۰۸/۳، البیهقی: ۲۰۲/۸، الحاکم: ۵۳۸/۳، المعجم الاوسط: ۸۶۱۸، ۹۲۲۶، عبد الرزاق: ۱۸۷۰۶

۱۲۰۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اپنا دین (اسلام) تبدیل کر لے اسے قتل کر دو۔" (بخاری)

تشریح: حضرت عائشہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

۱۲۰۶: وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ أَعْمَى كَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ تَشْتُمُ اَلنَّبِيَّ ﷺ وَتَقَعُ فِيهِ ,فَيَنْهَاهَا ,فَلا تَنْتَهِي ,فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ أَخَذَ اَلْمِعْوَلَ ,فَجَعَلَهُ فِي بَطْنِهَا ,وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا فَبَلَغَ ذَلِكَ اَلنَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ " أَلا اِشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ " رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرُوَاتُهُ ثِقَاتٌ.

ابو داود، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ : ۴۳۶۱، النسائی: ۱۰۷/۷، ۱۰۸

۱۲۰۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے کہ بینائی سے محروم ایک شخص کے پاس ام ولد تھی، وہ نبی ﷺ کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرتی اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی، وہ اسے منع کرتا تھا لیکن وہ باز نہیں آتی تھی، ایک رات اس نابینا شخص نے کدال لی اور اس کے پیٹ پر رکھ کر اپنا سارا وزن اس پر ڈال کر اسے قتل کر دیا، آپ ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم خوب غور سے سن لو! اس کا خون رائیگاں گیا۔" (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اس کے جملہ رواۃ ثقہ ہیں۔)

لغوی تحقیق: ام ولد: یہ اصل میں امة ہے، اس کی جمع لفظی رعایت کی بنا پر "امات" اور اصل کی رعایت کی وجہ سے "امهات" آتی ہے اس سے مراد ایسی لونڈی ہے جسے اس کے مالک کا حمل ٹھہر جائے اور وہ حمل مکمل انسانی شکل اختیار کر لے۔ تقع فیه: وہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی۔ المعول: میم مکسور اور عین ساکن، کدال۔ و أتکأ علیها: اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا۔ دمها هدر: اس کا خون رائیگاں گیا۔ یعنی وہ بدبخت عورت اسی لائق تھی۔

فقہی احکام: (۱) آپ ﷺ کی وہ شان جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی ہے اس میں گستاخی کرنے والے کی سزا قتل ہے۔
(۲) جو کسی پر جھوٹا الزام لگا کر اسے گستاخ رسول قرار دیتا ہے، اس کی سزا بھی قتل ہونی چاہیے۔